

۱۹۸۵ء کا ابہلیانی ادب ایڈٹر نجائزہ

ڈاکٹر ریسٹم عالمین ہی

اقبال لال کائن می پاکستان

یہ نسخہ

۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب ایک جائیداد

ڈاکٹر فیض الدین ہاشمی

اقبالانگلیزی پاکستان

جلسہ حقوق محفوظ ہیں :

ناشر:

پروفیسر محمد منور
ڈاکٹر اقبال اکادمی پاکستان

طبع اول:

کاروائی پس لامبور

مطبع:

ایک ہزار

تعداد:

۸۱- روپے

قیمت:

فرخ دانیال

بھرانِ طباعت:

ترتیب

محمد سعید عمر

دیباچہ

متن اقبال

- ٩ ترتیب : صابر کلوروی
مشمولہ : "اقبال، یورپ میں" ڈاکٹر سعید اختر درانی ۱۱
- ۱۰ مشمولہ : "منظوم اقبال" امجاز احمد
مشمولہ : "فوارہ" شائع کردہ ادارہ نقاوت اسلامیہ لاہور
- ۱۵ مشمولہ : "اقبال یورپ میں" ڈاکٹر سعید اختر درانی
شائع کردہ : پلچر سنٹر، اسلامی جمہوری ایران / اسلام آباد ۱۴
- ۲۴ اقبال لاہوری درکتابجاتی درسی جمہوری اسلامی ایران مطبوعہ از ایران

سو انج کتابیں

- ۲۰ امجاز احمد
۲۱ ترتیب : صابر کلوروی
۲۲ ڈاکٹر سعید اختر درانی
۲۳ ترجمہ : ڈاکٹر سعید اختر درانی
- ۲۴ مظلوم اقبال
۲۵ اقبال کے ہنر شین
۲۶ اقبال یورپ میں
۲۷ جاویدان اقبال (از ڈاکٹر جاوید اقبال)

تشریحات اقبال

فلر اسلامی کی تشکیل نو

پروفیسر محمد عثمان

مناجاتِ جاوید ناصر
افکار و تصوراتِ اقبال

عبداللہ قدسی
ڈاکٹر ایں ایم منہاج الدین

۲۵
۲۶

فکری و تنقیدی مباحث

۲۷	ڈاکٹر سعید اللہ کلیم	اقبال کے مشتبہ ہے اور مستعار منہ
۲۹	ڈاکٹر محمد خالد سعید	اقبال کا تصورِ اجتہاد
۳۰	مرتبہ : آلِ احمد صرور	جہیدیت اور اقبال
۳۱	سید مظفر حسین برلنی	محب وطن اقبال
۳۲	ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض	شہپر بہرہ مل (ازایں میری شمل)
۳۴	ڈاکٹر عالم خوند میری	اقبال، گلشن اور گرینز
۳۵	جا بر علی سید	اقبال، ایک مطالعہ
۳۸	میرزا ادیب	مطالعہ اقبال کے چند پیسوں
۳۹	فتح محمد ملک	اقبال، فکر و عمل
۴۰	مرتبہ : ڈاکٹر سلیم اختر	اقبال شناسی کے نئے زاویے
۴۱	ڈاکٹر عبد الشکور احسن	اقبال کے فکر و فن کی ایک تحسین (انگریزی)
۴۲	ڈاکٹر کلیم صدیقی	اقبال کا تصور انقلاب
۴۳	ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی	اقبال اور نظریہ قومیت
۴۴	ڈاکٹر محمد ریاض	افادات اقبال
۴۵	ناصرہ حبیب	اقبالِ کامل (انگریزی)
۴۶	پروفیسر فرج احمد	تعفیف اقبال

متفرق مطبوعات

۴۷	شریف المجاہد	علامہ اقبال
۴۸	ڈاکٹر محمد ریاض	حضرت شاہ ہمدان اور اقبال
۴۹	ڈاکٹر جمیل جالبی	علامہ اقبال، خطوط کے آئیے میں

ابوالکی اردو نشر

جان اقبال

علامہ اقبال، سوال و جواب میں

شائع کردہ : علامہ اقبال اور پن بیونیورسٹی

زادہ سین الجم

مقبول انور داؤدی

۳۱

۳۲

۳۳

جامعات کے امتحانی مقالے

یوسف سلیم حشمتی (بیکھیت شارح اردو)

بیشراحمد ڈار، بطور اقبال شناس

حکماً اقبال میں قرآنی تہذیبات کا جائزہ

آخر النہاد

یا سعین کوثر

فرخ طاہرہ نقوی

۳۴

۳۵

۳۶

مجلات و اخبارات کی خصوصی اشاعتیں (اقبال نمبر)

ماہ نو

مدیر : قائم نقوی

صحیفہ

مدیر : احمد ندیم فاسی

۳۷

۳۸

۳۹

کتابیات اقبال ۱۹۸۵ء

۱۹۰۵ء میں شائع ہونے والی کتبوں اور مضمایں کا اشارہ

۴۰

دیباچہ

اقباییات ایک مستقل شعبہ علم اور بعداً گانز میدان تحقیق بن چکا ہے۔ اسے کسی دوسرے شعبے کے ضمیمے کے طور پر
نہیں کرنا ممکن نہیں رہا۔ لہذا ضروری ہے کہ جس طرح دیکھ شعبہ ہائے علم و فن اور تحقیق و تخلیق سے متعلق جائزے، گوشوارے
اور پوری میں مرتباً ہوتی ہیں اسی طرح اقباییات نے متعلق منتظر عام پر آنے والے مواد کا شمار یافتی بلکہ کسی حد تک ناقداً جائزہ
بھی مرتباً ہوا کرے۔ ایسے جائزے ضروری بھی ہیں اور مفید بھی ہیں۔ ان نے نہ صرف سلمنے آنے والے مطالعات کے
کیف و کم کلامدازہ ہوتا رہتا ہے بلکہ زیارات کے حوالے سے اس شعبے کی سمت سفر بھی واضح ہو جاتی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ اسی
سلسلے کی یہ کردی ہے۔

اقباییات کے سالانہ جائزے کا پہلے سلسہ دو سال پلے شروع کیا گیا تھا۔ ۱۹۸۳ء کا جائزہ اکادمی کے مجلہ علمی "اقباییات"
(حوالیٰ تا اکتوبر ۱۹۸۵ء) میں شائع ہوا تھا۔ ۱۹۸۵ء کا جائزہ میڈیہ کتابی کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ دونوں
جائزے اشاعت سے پہلے "حلقة اقبال" کی خصوصی شستشوں میں پڑھے گئے اور تنقید و آراء کی روشنی میں مناسب ترین در
اضافہ کے بعد کتابی صورت میں پیش کیے گئے۔

اس نوع کے جائزوں میں کسی بھی شعبہ سے متعلق ہر چیز کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے۔ ہماری طباعتی دنیا میں اطلاق
کا کوئی مردوغا اور منتظم طریقہ کارنا ہونے کی وجہ سے اس طرح کے جائزوں کی وسعت اور معیار کا انحصار بڑی حد تک مرتباً
کرنے والے کی ہوتا ہے، لیکن اور تحقیق کی صلاحیت پر رہ جاتا ہے۔ اس جائزے کے مرتباً ڈاکٹر فیض الدین ہاشمی ساحب
مقید بھی ہیں اور رحمت آشنا بھی۔ ہمیں ایسا ہے کہ زیرِ نظر جائزہ سے فارمین کو بے اعتماد مقدار و معیار اقباییاتی ادب کی پیش فہر
کا اندازہ بھی ہو جائے گا اور اقباییات کے وجود و رسمات کا ایک اجمالی نقشہ بھی ان کے سامنے آجائے گا۔

محمد سعیل علی
نائب ناظم اقبال اکادمی

اقبال کا شعری اور نثری متن ہی اقبالیات کی اساس ہے۔ متنِ اقبال موجود و معلوم ہے، پھر بھی فرموداں و مفروضات اور تحریرات و خطوط اقبال کی دریافت کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اور کوئی برس نہیں جاتا کہ علامہ کی کوئی نئی تحریر یا کوئی خط دریافت نہ ہوتا ہو۔ اسال اس قوچ کی کئی دریافتیں ہوتی ہیں، جو اقبال کے متن میں خصوصاً، اور اقبالیات میں عمومی طور پر ابھم اضافہ ہیں۔ سب سے پہلے ذکر ان دو ابواب اور متفرق نوٹس کا جو تاریخ تصوف سے متعلق ہیں اور جن کا ذکر خان محمد نیاز زلہ دین خان، سید فیصل اللہ کاظمی اور اسلم جبار چپوری وغیرہم کے نام مکاتیب اقبال میں ملتا ہے۔ اقبال نے اسلامی تصوف کی تاریخ کھنڈی شروع کی تھی، مگر ان کے الفاظ میں：“افوس کہ مسارہ مل سکا، ادراک دو باب لکھ کر رہ گیا۔” علامہ کی اس موجودہ تعینیف کے دو مکمل ابواب، اور بقیہ ابواب کے نوٹس اور متفرق اشارات، ان کے کاغذات میں محفوظ رہ گئے۔ پہلی تحریر یہ بخط اقبال، علامہ اقبال سیوزیم لاہور میں محفوظ ہیں۔ پروفیسر صابر مکوری، علامہ کے تنڈ کرہ بالا نثری باتیات کو ”تاریخ تصوف“ کے نام سے حواشی و تعلیقات کے ساتھ مرتب کر کے منتظرِ عام پر لاتے ہیں۔ پہلے باب میں تصوف اور اسلام کے باہمی تعلق پر بحث کی گئی ہے اور عالم اسلام میں تحریک تصوف کے آغاز اور اس کے ارتقا کا اجمالی جائزہ بیان گیا ہے۔ اس دور میں تصوف کے باب میں اقبال کا زادیہ نظر کیا تھا؛ اس کا اندازہ ان کی زیرِ بحث نو دریافت شدہ تحریر کے ایک دو اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے:

”اسلام نے ایک اعتدال کی راہ اختیار کی تھی، مگر بھی قوموں کے میلانِ طبائع نے آخر کار اپنے یہ تصوف کی صورت میں ایک رہبانیت پیدا کر لی جو تیرہویں صدی میں خلافتِ اسلامیہ کی تباہی کے وقت اسلامی جماعت میں نہایت زور دوں پڑھی۔“ (ص ۳۰)

"کسی قوم کا ذیبوی ہر دوچ اس بات پر مخصر ہے کہ وہ قوم انکھیں کھلی رکھے، اور گرد و پیش کے واقعات پر سے طور پر سمجھ کر اپنے اعمال و افعال کے رُنخ کو متعین کرے، لیکن جب اس کے سامنے "دنیا پیچ است وکار ذیباہمہ پیچ" کا نصب العین پیش کیا جائے اور وہ اس نصب العین سے عام طور پر متضوفین کے دو گروہ ہیں۔ تو پھر ذیبوی اعتبار سے ادرا یک حد تک ذہنی اعتبار سے بھی اس قوم کا خدا حافظ ہے۔" (ص ۳۰)

"تصوف کا لٹریچر نہایت وسیع ہے، اور اس کے دائروں کے اندر مختلف اخیال مصنفین آباد ہیں۔ ان میں بعض مخلص مسلمان ہیں، بعض بعض اپنے الحاد اور زندقہ کو تصوف کی آڑ میں چھپاتے ہیں اور بعض نیک نیقے سے بغرا اسلامی فلسفے کو فلسفہ اسلامی تصور کرتے ہیں..... عام طور پر متضوفین کے دو گروہ ہیں۔ اول وہ گروہ جو شریعتِ محمدیہ پر قائم ہے، اور اسی پر مخلصانہ استقامت کرنے کو انتہائے کمال ان فی تصور کرتا ہے۔ یہ دو گروہ ہے، جس نے قرآن شریف کا مفہوم دری بھجا، جو صحابہ کرم نے سمجھا تھا، جس نے اس راہ پر کوئی اضافہ نہیں کیا، ہجور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائی تھی۔ جس کی زندگی مسحابہ کرم کی زندگی کا غونہ ہے جو سونے کے وقت سوتا ہے۔ جانکے وقت جاگتا ہے۔ جنگ کے وقت میدان جنگ میں ہوتا ہے۔ کام کے وقت کام کرتا ہے۔ آرام کے وقت آرام کرتا ہے۔ تعریض یہ کہ اپنے اعمال و افعال میں اس عظیم اشان انسان اور سادہ زندگی کا غونہ پیش کرتا ہے جو بُنی نوع انسان کی بُنیات کا باعث ہوتی۔ اس گروہ کے دم قدم کی بدلت اسلام زندہ رہا، زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ اور یہی مقدس گروہ اصل میں صوفی کملانے کا مستحق ہے۔ راقم المعرف اپنے آپ کو ان مخلص بندوں کی خاک پا تصور کرتا ہے۔ اپنی جان و مال و عزت دا بردان کے قدموں پر شمار کرنے کے لیے ہر وقت حاضر ہے، اور ان کی صبحت کے لیے لٹپٹے کوہرہ قسم کے آرام دام اسایش پر ترجیح دیتا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو شریعتِ محمدیہ کو ہواہ وہ اس پر قائم بھی ہو، بعض ایک علم ظاہری تصور کرتا ہے۔ ایک طریق تحقیق کو جس کو وہ اپنی اصطلاح میں "عُرفان" کہتا ہے، علم پر ترجیح دیتا ہے، اور اس عُرفان کی وساطت سے مسلمانوں میں وحدت الوجودی فلسفہ اور ایک ایسے علیٰ نصب العین کی بنیاد ڈالتا ہے، جس کا ہمارے نزدیک مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس گروہ میں بھی مختلف اخیال لوگ ہیں۔ مگر ایک عام مماثلت پائی جاتی ہے۔"

(ص ۳۱-۳۲)

خیال ہے کہ اقبال کی زیرِ بحث تحریر ۱۹۱۶ء سے پہلے کی ہے اس یہے اس میں بھی انہی نکات کی ترضیہ و تکرار ملتی ہے، جو "اسرارِ خودی" (۱۹۱۵ء) نیزاںی پر بحث کے ضمن میں لکھے جانے والے مضاہین میں موجود ہیں۔ اپنی شاعری اور نثری

آثار کے حوالے سے تصوف کے باب میں علامہ کے جو خالات معلوم و معروف ہیں، زیرِ نظر "تاریخ تصوف" سے ان میں کوئی بنیادی تغیر یا اندیشی واقع نہیں ہوتی، بلکہ اس تحریر سے ان کی توثیق و تصدیق اور وضاحت و صراحت ہو جاتی ہے۔ اس کتاب کے دوسرے باب میں بعض صوفیا کے کبار کے حوالے سے تصوف کے ارتقا پر اجمالی تبصرہ کیا گیا ہے۔ آخری تین ابواب جسین بن منصور حلاج تصوف اور اسلام، تصوف اور شاعری کے زیرِ عنوانات متفرق اشارات ہوں، نوش اور پاداشتوں پر مشتمل ہیں۔

دوسری اہم دریافت ڈاکٹر سعید اختر ربانی کی ہے، اور یہ مس دیگے ناست کے نام اقبال کے، خطوط میں۔ سترہ جرمون میں اور دوسری انگریزی زبان میں۔۔۔ ان میں اکاؤنٹ کا خط پلے بھی چھپ چکے ہیں لیکن یہی صورت میں خطوط کا منن اور اردہ ترجمہ پہلی بار سائنس آیا ہے۔ خیط طاطا ڈاکٹر ربانی کی کتاب "اقبال، یورپ میں" میں شامل ہیں۔ ڈاکٹر ربانی نے جانب محمد امان اللہ بہر بڑھ ہو بہم کے مضمون "ناصرہ و پیام دل کا" کے ذمیع اور اپنے وضاحتی اشارات و تعلیقات کی مدد سے خطوں کا پیمنہ نظر و پیش منظر واضح کیا ہے۔ جس سے پتّا چلتا ہے کہ ممتاز حسن مرحوم نے خیط طاطا میں دیگے ناست سے حاصل کیے، اور ان کی نقول جانب امان اللہ ہو بہم کو عطا کیں۔ خیط طاطا اقبال کے بعض سوانحی کو اُنف کے تعین کے ضمن میں مدد کرنے ہیں۔ نیزان سے اقبال کی جرمون زبان و افی، نہدن میں ان کی قیام گاہوں اور بعض دیگر امور کے بارے میں قسمی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔۔۔ اقبال ۱۹۰۴ء میں ہائی ٹول برگ کی شیر منزل میں مقیم تھے، جو غیر ملکی طلبہ کے بیان خانہ تھا۔ میں دیگے ناست اقبال کی جرمون زبان کی شیور تھیں۔ ان خطوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگے ناست اوس حوالے سے جرمونی کی یاد اقبال کے دل و دماغ سے بھی محظی نہیں ہو سکی۔ ان کے دل میں دیگے ناست کے بیان پسندیدگی اور گردیدگی کا ایک جذبہ موجود تھا مگر بقول ہو بہم: یہ گردیدگی بالکل پاک اور معصوم تھی۔۔۔۔۔ اقبال کی نظروں میں دیگے ناست ان تمام اشیاء کی فایندگی کرتی تھیں، جن کو وہ جرمونی میں محبوب اور قابل تعلیم سمجھتے تھے، اور جو انہیں جرمونی کے تمدن، اس کے فکر، اس کے ادب اور شاید اس کے تمام طرزِ معاشرت میں اس قدر پُر کشش معلوم نہیں تھیں۔۔۔ (ص ۹۵)

خیط طاطا پنور گھرے مطالعے کے تنفاضی میں۔ اقبال کی شخصیت، ان کی نفیات اور افاتِ طبع کو سمجھنے کے بیان دیکھ پڑھوں سے کئی اہم نکات ہاتھ آتے ہیں۔ اقبال کا نفیاتی مطالعہ کرنے والوں اور جیات اقبال کے جذباتی دوسر پر خامہ فرمائی کرنے والوں کے لیے یہ مکاتیب تازہ لوازمے — Matter — کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہاں اقبال کے نو دریافت شدہ خطوط پر کسی تبصرے، تجزیے یا ان کے حوالے سے کسی موشکافی کے بجائے زیادہ مناسب، بھگا کر اصل تحریر دن سے چند اقتباسات پیش کر دیے جائیں۔

۲ دسمبر ۱۹۰۰ء: "میری بہت بڑی خلاہش یہ ہے کہ میں دوبارہ آپ سے بات کرکوں اور آپ کو دیکھ سکوں، لیکن میں نہیں جانتا کہ میں کیا کروں جو شخص آپ سے دستی کر چکا ہو، اس کے لیے ممکن نہیں کہ وہ آپ کے بغیر جی سکے۔ براہ کرم میں نے جو کچھ لکھا ہے، اس کے لیے مجھے معاف فرمائیے۔"

۲۰ جنوری ۱۹۰۸ء: شایدہ بہرے میرے یہے مکن نہیں ہوگا کہ میں دوبارہ آپ کو دیکھو باؤں بیکن میں یہ فرورت سیم کرتا کرنا ہوں کہ آپ میری ذمہ گی میں ایک حقیقی قوت بن چکی ہیں۔ میں آپ کو کبھی فراموش نہ کروں گا، اور ہمیشہ آپ کے سطح درم کریا درکھوں گا۔

۲۱ جنوری ۱۹۰۸ء: "میں ہمیشہ آپ کے بارے میں سوچا رہتا ہوں، اور میرا دل ہمیشہ بڑے خوبصورت خالوں سے معمور رہتا ہے۔"

۲۲ فروری ۱۹۰۸ء: آپ کی تصویر میری بیز بہ رکھی ہے، اور ہمیشہ مجھے ان سہانے و قبول کی بادولائی ہے، جو میں نے آپ کے ساتھ گزارے۔"

۳ جون ۱۹۰۸ء: "جلد خط لکھیے اور تمام احوال بتلیں۔ میرا جسم یہاں ہے، میرے خالات جو منی میں ہیں۔ آج کل بہار کا موسم ہے۔ سورج مسکرا رہا ہے، بیکن میرا دل غنگین ہے۔ مجھے کچھ سطہ پہنچا، اور آپ کا خط میری بہار ہوگا۔ میرے دل غنگین میں آپ کے یہے بڑی خوبصورت سوچیں ہیں۔"

۴ جون ۱۹۰۸ء: "میں اگلے سال یورپ واپس آنے اور آپ سے ملنے کی امید رکھتا ہوں۔ متوجہ یہ گا کہ اگرچہ کمیں اور سمندر ہمیں ایک دوسرے سے جدا کریں گے پھر بھی ہمارے درمیان ایک نیمرہ رشتہ قائم رہے گا۔"

۵ ستمبر ۱۹۰۸ء: "میں اپنی ساری جو منی زبان بھول گی ہوں، بیکن مجھے صرف ایک نظر یاد ہے۔ ایسا۔"

۶ جنوری ۱۹۰۹ء: "میں اب لاہور میں ہوں، اور یہاں ایڈ و کیٹ کے طور پر کام کر رہا ہوں۔ بیہمیرے بے مکن نہیں کہ میں کبھی آپ کے خوبصورت وطن کو بھول سکوں۔ جہاں میں نے بہت کچھ سیکھا اور — بہار کرم ہمیشہ مجھے ملکعتی سے گا۔ شایدہم دوبارہ جو منی یا بندوستان ہمیں ایک دوسرے سے مل سکیں۔ کچھ حصہ بعد جب میرے پاس کچھ پیسے جمع ہو جائیں گے تو میں یورپ میں اپنا گھر بناؤں گا۔"

۷ جولائی ۱۹۰۹ء: "مجھے جو منی بہت پسند ہے، اس نے میرے اُدشاوں پر بہت اثر کیا ہے اور میں جو منی میں اپنا قیام کبھی فراموش نہیں کروں گا۔ میں یہاں اکیلا ہوں اور خود کو بڑا غنگین پاتا ہوں۔"

۸ جولائی ۱۹۱۲ء: "میں جو منی کو کبھی نہیں بھول سکوں گا۔"

۹ اکتوبر ۱۹۳۰ء: "میری یہ بڑی آزادی ہے کہ میں پھر آپ سے ملوں، اور ان پُر مسرت دنوں کی یادیں تازہ کروں جو انکوں کا بہمیشہ کریے گزر چکے ہیں۔"

۱۰ جنوری ۱۹۳۲ء: "میں نے بہت کچھ لکھا ہے، اور وہ تمام چیزیں جو میں نے بطور شاعری اور فلسفے لکھی ہیں، میں نے شائع کرادی میں تاہم میرے ذہن نے ہمیشہ ایک کمی سی محسوس کی ہے، اور خود کر اپنے انہندی گرد و فواح میں تنہا سا پایا ہے۔ جوں میری تربیت ہر بھی ہے، اس تہنائی کا احساس بھی فروں تر ہوا جاتا ہے۔"

"جسمی میرے یہے ایک طح سے دوسرا روحانی وطن تھا۔ میں نے اس ملک میں بہت کچھ سوچا تھا۔ گوئے کے دلن نے میری روح کے اندر ایک دائمی گھر حاصل کر لیا ہے۔"

بخششیتِ جمیعی ان خطوں میں ہائیڈل برگ کے خوب صفت اور بہت افزادنوں کی یاد ہے، دریافتے نیکر کے کنارے گزارے ہوئے تھوں اور پرانی صعبتوں میں دیکھے ہوئے خوبصورت خوابوں کا ذمہ کرہے ہے۔ جسمی کے یہے پسندیدگی اور دلمازگاہ جسمی کی ہلف مراجعت اور سفر ہائیڈل برگ کی تمنا تمازہ کرتے نظر آتے ہیں۔ بقول ٹاکڑا مان اللہ ہو جو ہم : "فَرَأَيْلَانَ دِيْكَيْنَا شَهِيْلَ" ہی گوئے ہیں اور ہاتھے بھی۔ اور کانٹ، شوپنہاور، ہائیڈل برگ، بیکر جسمی، اور دہ بہت انگیزدن بھی..... اور وہ مدت بھرے دن اور جسمی اور دریافتے نیکر اور ہائیڈل برگ اور شوپنہاور اور کانٹ اور ہاتھے اور گوئے۔ یہ سب کے سب فرائیلان دیگے ناست کی شخصیت میں جسم ہو گئے تھے۔ (ص ۱۰۲) جسمی دیگے ناست اور اقبال کے درمیان جو زمانی و مکانی بعد، دوسری اور فاصلہ حاصل ہو چکا تھا (اور گز رتے دنوں اور سالوں کے ساتھ یہ فاصلہ بڑھتا جا رہا تھا) اقبال ان خطوں کے ذریعے دوسری اور فاصلے کی اس خلیج کو پانے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔

ان خطوں کے حوالے سے اقبال فرائیلان دیگے ناست کے گردیدہ ہیں کیونکہ دیگے ناست ان تمام اشیا کی نمائندگی کرتی تھیں۔ جن کو وہ جسمی میں محظوظ اور قابل تعظیم سمجھتے تھے، اور جو انہیں جسمی کے تمن، اس کے فکر، اس کے ادب اور شاید اس کے تماہیز معاشرت میں اس قدر پُر کشش کی معلوم ہوتی تھیں۔ اسے ان خطوں میں پانی جانے والی بے تابی و بے قراری اور دلماز پن اس دیگے ناست کے بیے ہے جو اقبال کے بیے اول فاخر ایک دوست ہے۔ اور دوستوں کے باسے میں اقبال نے ایک بار عطیہ فیضی کو لکھا تھا: "اگر کوئی موقع آیا تو یقیناً میں آپ کو بتاؤں گا کہ ہیں اپنے دوستوں سے کس قدر شاید محبت کرتا ہوں، اور میرا دل ان سب کے کس اگرے طریقے سب بے تاب رہتا ہے۔" مگر دیگے ناست کے بیے اقبال کی پسندیدگی کا ایک سبب اس کی سچائی اور خلوص ہے۔ ۹۵۱، اپریل کو مس عطیہ کو لکھتے ہیں: "دو تین ہفتے ہوئے میرے پاس آپ کی دوست اڑکی دیگے ناست کا خط آیا تھا۔ میں اس لڑکی کو بے حد پسند کرتا ہوں۔ وہ کس قدر اچھی اور سچی good and truthful ہے۔" (ص ۳۸) اقبال نے ان خطوں میں حالات کے جھر کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور تقدیر کے نامہ انسان کی بھی کا بھی۔ ان خطوں کا زمانہ تحریر، ۱۹۰۶ء سے ۱۹۳۳ء تک ہے۔ ان میں نصف سے زیادہ خطے، ۱۹۰۹ء، ۱۹۰۸ء، ۱۹۰۷ء اور ۱۹۱۰ء کے دور کے ہیں۔ یہی وہ زمانہ ہے جب اقبال مس عطیہ بیکم کے نام بعض خطوں میں اپنی گھر بیو پریشاں یوں پہلی بیوی سے ذہنی عدم موافق ت اور ناسازگاریوں کا قدرتے ملخ بھے میں ذکر کرتے ہوئے لوشنی میں پناہ لینے، پسرا بن کر جنگلکوں کی طرف نکل جانے اور ہندوستان سے ہجرت کر جانے یا خود کشی کر لینے کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے ان میں سے کوئی بھی راستہ اختیار نہیں کیا۔ تمام تربے تابی و بے قراری، کرب داصلاب اور نا آسودگی کے باوجود تخلیقی سلط پر ان کافکری اور شحری سفر جاری رہا۔ ان کی ذہنی توانائی اور حلقوی میں فرق نہیں آیا۔ امسانوں نے اپنے دل در دماغ کے الہامی

ستون سے اردو و فارسی شاعری کی آبیاری جا ری رکھتی ہے۔ یہی اقبال کی خلقت ہے۔ مختصر یہ کہ میگے نات کے نام اقبال کے یہ خطوط ان کے ذہن و خیالات، ان کے احساسات اور ان کی سورجوں کی بعض نئی جتوں کو سامنے لاتے ہیں۔ اس سے اقبال کی عظیم شخصیت کا نقش اور گمراہوتا ہے۔ یہ خطوط اقبالیات کے سوانحی ذخیرے میں ایک اہم مأخذ شمار ہونگے۔ مکاتیب اقبال کا ایک اور ذخیرہ، علامہ کے بھتیجے شیخ امباز احمد کی کتاب "منظوم اقبال" کے ذریعے لکھا ہو کر سامنے آیا ہے۔ یہ خطوط تعداد میں ۱۰۳ ہیں اور علامہ نے مختلف اوقات میں اپنے والد ماجد شیخ نور محمد، برادر بزرگ شیخ عطاء محمد اور برادر زادہ شیخ امباز احمد کے نام تحریر کیے۔ ایک خط امباز صاحب کے چھوٹے بھائی مختار احمد کے نام ہے۔ ان میں سے بیشتر خطوط اکر چھ مطبوعہ میں تابہم شیخ امباز احمد نے ضروری صراحتوں کے ساتھ انہیں مسلسل و مر بولانداز میں مرتب کر کے پیش کیے ہے۔ بعض خط دوسروں سطرنی ہیں، بہت سے خطوط روزمرہ زندگی کے معمولی امور و معاملات سے منتعلق ہیں۔ موسیٰ کا تذکرہ ہمکتر ب نگار کی پیشہ وارانہ مصروفیات اور مقدادات کی پیروی کے لیے بیرون لاہور کے سفر، گھر میوسائیں، خانگی باتیں، ہر یزوں کی شادی بیاہ کے عملات، مکنوب نگار کی علاالت اور علاج معا الجد وغیرہ۔ لیکن بعض مکاتیب کی اعتبارات سے اہم ہیں جملہ: (و) شیخ نور محمد کے نام ۱۹۳۰ء کا مکتوب ایک کشمیری پیروزادہ سے ملاقات اور اس کے بتائے ہوئے کشف کی تفصیل پر مشتمل ہے جس کے مطابق بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت نماز اقبال کو بلا بھیجا۔ اقبال آئے تو انہیں صرف نماز میں شخصور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب کھڑے ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اندازہ ہوتا ہے اقبال کو اپنے والد سے غایت درجہ دلی محبت تھی، شیخ نور محمد کی خوبی طبع اور بیماری سے وہ شدید طور پر بے چین و مضطرب اور متفرک و پریشان ہو جاتے۔

(ب) بعض خطوط میں اقبال انتہاد رہے کے ایسید پرست نظر آتے ہیں۔ والد کے نام ۱۹۲۰ء کے خط میں لکھتے ہیں: " یہ زمانہ انتہائے تاریخی کا ہے یکن تاریکی کا انجام سعید ہے کیا مجہ کہ اللہ تعالیٰ جلد اپنا فضل کرے۔ اور بنی نعم انسان کو پھر ایک دفع نور محدودی عطا کرے۔ شیخ عطاء محمد کے نام ۱۹۲۶ء ستمبر کے خط میں لکھتے ہیں: "اگر بعض خیالات آپ کو افسرہ کر رہے ہیں، تو ان کی کیک قلم دل سے نکال دینا چاہیے۔ خدائ تعالیٰ آپ کی تمام مشکلات کو رفع کرے گا اور برکت نازل کرے گا۔ اگر آپ زندگی سے دل برداشتہ بھی ہوں، تو محض اس خیال سے کہ اسلام پر بہت اچھا زمانہ عزیز ہے والا ہے، اپنی صحت کی طرف توجہ کیجئے تاکہ آپ اپنی مخصوص سے اس زمانے کا کچھ حصہ دیکھیں۔" اسلام کی سر بلندی کے لیے ان کے دلی جنبات و احصار اب ہی کا تیجہ تھا کہ انہوں نے اس اخباری گپ پر یقین کر لیا کہ روس کا نیا صدر ایک مسلمان ہے جس کا نام محمد ستالین ہے۔

اپنی ہمشیرہ کریم بی بی کے نام ۱۹۱۹ء کے خط کا یہ اقتباس، اقبال کی ذہنیت اور شخصیت کو بخشنے میں اہم معلوم ہوتا ہے لکھتے ہیں: "میں جو اپنی گذشتہ زندگی پر نظر ڈالتا ہوں، تو مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ میں نے اپنی تھرپور پر کافلہ وغیرہ پڑھنے میں گنوائی۔ خدائ تعالیٰ نے مجھ کو تو اسے دعائی بہت اچھے عطا فرمائے تھے۔ الگ یہ قری دینی علوم کے پڑھنے میں صرف ہوتے تو آج خدا کے رسول کی میں کوئی خدمت کر سکتا۔ اور جب مجھے خیال آتی ہے کہ والدِ مرحوم مجھے علوم دریخی، یہ پڑھانا چاہتے

تھے تو مجھے اور بھی تلقی بتتا ہے کہ باوجود راس کے کم صحیح راہ معلوم بھی تھی، تو بھی وقت کے حالات نے اس پر چلنے نہ دیا۔ بہر حال جو پچھلے خدا کے علم میں تھا، اور مجھ سے بھی جو کچھ ہو سکا، میں نے کیا۔ لیکن دل چاہتا ہے کہ جو کچھ ہوا، اس سے بڑھ کر ہونا چاہیے تھا، اور زندگی تمام دکمال نبی کریمؐ کی خدمت میں بسر مونی چاہیے تھی۔ ”بیشیتِ عمومی ان خطوط کا ایک اہم پلواقبال کی روحانیت ہے، جو خاصی تربیت یافت ہے

”منظوم اقبال“ میں شامل ذخیرہ مکاتیب کے مرتبہ متعدد خطوط سے کئی عبارات حذف کر دی ہیں۔ بیشہ مخدوف عبارات کا تعلق اقبال کی پہلی بیوی کے حوالے سے ان کی عائی زندگی سے ہے۔ مرتبہ کے خیال میں اقبال کی متاہل زندگی کے ایجے کے متعلق پہلک میں بحث و تجھیص مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ (ص ۲۳۵) اقبال کی زندگی کا یہ پہلو کوئی سربستہ راز نہیں رہا اقبال اور ان کی پہلی بیوی کے دریان مزاجی اور فہمنی اعتبار سے تفاوت اور بعد اس درجے میں تھا کہ عائی زندگی کی گاڑی مصلحتی سکی۔ اقبالیات کے سوانحی ذخیرے میں اس پر کمی سختیں ملتی ہیں۔ خصوصیت سے سید ندیر نیازی اور ڈاکٹر جادید اقبال نے اس مسئلے پر کھل کر لکھا ہے۔ اصل حقائق سامنے آجائے سے اقبال کے وقار میں کچھ اضافہ ہی ہوا ہے، اس اعتبار سے شیخ امباراز احمد کی احتیاط اپنے کچھ زیادہ ہی غیر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ اگر وہ مخدوف حصوں کو نہ پھپاتے تو ہمیں یقین ہے کہ ان سے وہ حقیقی وجہ سامنے آتیں جو اقبال اور ان کی پہلی بیوی (اور اسی طرح ان کے بڑے بیٹے آفتاب) سے تعلقات کی شیدی گی اور اس کے نتیجے میں دُوری کا سبب بنے۔ (مزید پڑھو خاطر کا ذکر اس کتاب کے باشکل آخر میں ملا حظر یکجی)

متن اقبال کی ”وید و دیافت“ کے ضمن میں

Development of Metaphysics in Persia

کے بعض نیز مطبوع حصوں کا ذکر بھی، وجہ سے جو اس مقالے کے کیمپینج یونیورسٹی ڈاکٹر سعید اختر درانی میں موجود ہیں لیکن اقبال نے مقابلہ ڈاکٹریٹ کے لیے پیش کرتے ہوئے، ان حصوں کو حذف کر دیا، اور اب وہ مقالے کے مطبوعہ متن میں شامل نہیں۔

Advanced Student

کی حیثیت سے پیش

کیا تھا۔ بعد ازاں کسی قدر ترمیم و تصحیح، نظر ثانی اور حذف و اضافے کے بعد اسے مطبوعہ صورت میں پی پچھڑی کے لیے میونخ یونیورسٹی میں پیش کیا گیا۔ اس کا کھوج ڈاکٹر سعید اختر درانی نے لگایا ہے۔ انہوں نے اسی بر س شائع ہونے والی اپنی کتاب ”اقبال یورپ میں“ میں اس دریافت کی رام کہانی بیان کی ہے، اور ان اختلافات کی نشان دہی بھی کی ہے، جو اتنا مسودے اور مطبوعہ مقالے میں نظر آتے ہیں۔ ابواب کی ترتیب، ابواب کے عنوانات اور بعض الفاظ و اسماء کے املائیں اختلاف اور کمی توجہ ادا اہم نہیں ہے، لیکن بعض مخدوف حصے قبل توجہ ہیں۔ ڈاکٹر درانی نے مخدوف صفات کے عکس شائع کیے ہیں۔ ان میں کچھ صفات پر مشتمل ایک تروہ جزو ہے، جس کا موضوع اخارابی ہے۔ دوسری حصہ چودہ صفات پر مشتمل ہے اس حصے میں

The Rise of Rationalism

ہے اور بنی امیہ اور مغزلا کے دو دل کی جبرا و اختیار کی کشت کا جائزہ یا ہے۔ اس

(Free Will Controversy)

جانز کے بعض مقامات پر اقبال کا لمحہ ان کے بیوی مسک داندار کے پر عکس خاصا سخت اور تند و قیزبے۔ مثلاً ایک جگہ حجاج بن يوسف کے بارے میں لکھا ہے۔

Hajjaj Ibn yousuf - that human monster, in whom all the various forms of barbarous cruelty had found their complete embodiment.

متومنِ اقبال کے تذکرے میں "مشنوی پیس چ پاید کرد....." کے اُس نفیس نسخے کا تعارف ضروری ہے، جو اقبال سے تقدیت، اور ان کی عظمت کے اعتراف میں، پاکستان میں اسلامی جمہوری ایران کے پھر سفارٹ کی طرف سے گذشتہ برس شائع کیا گیا۔ اس حیثیت و محیل نسخے کی تابت نقی مفترضی اور تندہ ہیب استاد حسین اسلامیان نے کی ہے۔ خطاطی ہاتھ میں داڑا بیش، رنگوں کا امتزاج، کاغذ کا انتساب اور طباعت کا معیار، ایک سے ایک بڑھ کر اور خوب سے خوب تر ہے۔ لاریب، اقبالیات کی تاریخ میں کلام اقبال کا کوئی مجموعہ اور کوئی جزوی یا مغلی نسخہ اس غیر معمولی اہتمام اور اس حصوصی کا ذوق سے کبھی شائع نہیں ہوا۔ متن اقبال کی اشاعت میں یہ نسخہ ایک ارمنغان کے طور پر پیدا درکھا جائے گا۔ علامہ اقبال کی باقاعدہ سوانح میریوں کے علاوہ ان کی جیات و شخصیت اور ملفوظات سے متعلق۔ بعض کتابوں مثلاً "ملفوظاتِ اقبال"، "اقبال کے چند جواہرینے"، "روزگارِ فقیر" اور "اقبال کے ہم صیغہ" میں بھی اقبالیات کے سوانحی ذخیرے کا قیمتی لوازمہ ملتا ہے۔

اس برس اس نوع کی روکتا بہیں سامنے آئی ہیں۔ شیخ الحجاز احمد کی تصنیف "منظوم اقبال" میں شامل خطوط اقبال کا ذکر تو سوچ کھہے۔ اصل ایہ کتاب "چھاچان" (اقبال) سے متعلق مصنف کی یاد و اشتوں، اقبالیات کے ذخیرے میں راہ پا جانے والی بعض روایتوں کی تردید و تصحیح اور حیاتِ اقبال سے منقطع متعدد صراحتوں پر مشتمل ایک مجموعہ مضامین ہے۔ طویل اور مختصر مضامین اور شذر مات بیس بیان کردہ بیشتر خلقانی و تصریفات، بالواسطہ "روزگارِ فقیر" اور "زندہ رو" اور بعض متفرق مضامین کے ذیلیں سامنے آچکی ہیں۔ البته بعض واقعات سنئے ہیں اور دلچسپ بھی۔ نواں باب بعنوان "اقبال منزل" معلومات افراء ہے۔ بعدالمجید سائک کی "ذکر اقبال" کے بہت سے بیانات کی تردید کی گئی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سائک صاحب نے اقبال کی یہ سرانح بڑی بواروی میں لکھی۔ — شیخ الحجاز احمد نے بتایا ہے کہ اقبال منزل کے جس کمرے کو علامہ کی "جائے ولادت" بتایا جاتا ہے، وہ تو اقبال کی ولادت کے کئی سال بعد تعمیر ہوا۔ اسی طرح اقبال کے پھیں سے منسوب جو جھوپا، بطریق یا رگماں اقبال منزل میں رکھا گیا ہے، وہ شیخ الحجاز احمد کی بڑی بہن اکبری کے پھوپھو کے لئے تھا اور آرکیوالوی والوں نے اسے اقبال کی ایک فرضی یادگار بنانے کے لئے رکھا ہوا تھا۔

مشنف لے اقبال کی تاریخ پیدائش پر بھی داد کیقیق دی ہے۔ خیال ہے کہ اقبال صدی کے موقع پر سرکاری سطح پر ۱۹ نومبر، ۱۸۷۷ء اور کو اقبال کی تاریخ و ولادت طے کر دی گئی تھی۔ لیکن داکٹر جید قربشی اور داکٹر اکبر جید ری کا شیری کی

تحقیق کے مطابق صبح تاریخ ۲۹ دسمبر ۲۰۱۸ء کو ہے۔ شیخ الحجاز احمد، اور پرا صار کرتے ہیں مان کے بیشتر استہ لال کی بنیاد ان کے بقول "مشور و انش و را عرفت" پروفیسر محمد عثمان کی تحقیق اور افاد خاندان کی شہادتوں پر ہے۔ انہوں نے بیشتر ختن و تحقیق اور قیاس سے کام لیتے ہوئے

..... بلکھا ہو گا (ص ۸۱)

..... تحقیق کرائی ہو گی (ص ۵۵)

..... بتلائی ہو گی (ص ۹۰)

..... بلکھادی ہو گی (ص ۹۰)

کاس انداز اختیار کرنے ہوئے ماضی شکریہ میں گفتگو کی ہے۔ ان کی بعض روایات کا ملحد بڑی بوجہ جبوں کی سنی سنانی تباہی میں جو اکثر صورتوں میں مبالغہ آمیز ہوتی ہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے؛ "اقبال درون خانہ میں بیان کردہ اس مفرد پسے کو فتویٰ کرنے کی کوفی وجہ نہیں کہ محمد رفیع سہوا لکھا گیا" (ص ۹۳) یہ جلد لکھتے ہوئے مصنف کی نظر سے چیقیت او جھل ہو گئی کہ سہوا "سو" ہوتا ہے اور "سو" کے بیلے کسی اور "وجہ" کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پہلی ہیوی کونان نفقہ کی رقم کے باسے میں ایک جگہ لکھتے ہیں "جہاں تک مجھے یاد ہے پہلے ۱۰۰ روپے ماہ کو ارتھی۔ پھر ۱۰۰ روپے سوار کر دی الگی اور آخری سالوں میں تو سو روپے ماہ کو رجھی ادا ہوا۔" (ص ۱۰۲) یہ بات درست نہیں ہے۔ اقبال میوزیم لاہور میں موجود علامہ کے رجسٹر آمد و خروج سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہاڑ اس روپے بھیجے جاتے تھے مگر والدہ جاوید کی وفات کے بعد کمی کر کتے تھے اس روپے ادا کیے جانے لگے۔ اقبال کی تاریخ ولادت اقبالیات کا ایک پاماں موضوع ہے، اور عام قارئین اس پر تحقیق بحث کی تفصیل کے متحمل نہیں ہو سکتے، اس لیے یہاں تفصیلات سے قطع نظر کرتے ہوئے، سر درست ہم یہی ہرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ شیخ الحجاز احمد کے دلائل کمزور ہیں اور ان کی بحث قاری کو مطمئن اور قائل کرنے والی نہیں ہے۔

مصنف نے متعدد دستاویزات کا حوالہ ریا ہے اور بعض عبارات نقل کی ہیں، مگر کہیں بھی دستاویزات کے عکس نہیں دیئے یہ اس کتاب کی سب سے نمایاں خامی ہے، جو خاصی کھلکھلتی ہے۔ عام قاری کے لیے یہوضاحت کہ (اصل دستاویزات میوزیم میں محفوظ ہیں) اس لیے بے کار و لا حاصل ہے کہ ننانوے نے صد سے بھی زائد قارئین کے لیے، میوزیم تک رسائی اور دستاویزات و خطوط کا معائنہ و ملاحظہ مکن نہیں ہو گا۔ جدید اشاعتی سہولتوں کے سبب اہم نوعیت کے خطوط و دستاویزات کی عکسی نقول، کتاب میں شامل کر لینا کچھ زیادہ مشکل نہ تھا۔ یہ بات خود مصنف کے حق میں نہیں، اور اس سے کہی امور پر مزید کلام کی لجایش نہ رہنی اور بعض باتیں اظہر من اشمس سو جاتیں۔ شیخ الحجاز احمد کے والد شیخ عطا محمد بلوچستان کے ایامِ ملازمت میں ایک مقدمے میں ماخوذ ہو گئے تھے جسے بعض حلختے اسے رشتہ یا غبن کا کیس قرار دیتے ہیں۔ مصنف نے بتایا کہ شیخ عطا محمد کے خلاف یہ مقدمہ انگریز اور بندو افسران کی ملی بھگت کا قیچہ تھا، اور تحقیق کے بعد وہ بے گناہ پائے گئے۔ بہوت میں انہوں نے شیخ عطا محمد کی

سرد سبک سے یہ اندر اج نقل کیا ہے:

Atta Muhammad has been found not guilty. He should receive pay as if released free of suspicion.

شیخ عطاء محمد کے بارے میں افسران بانا کا یہ ریہار کس بہت اہم ہے۔ اگر صحف اس اندر اج کا عکس شامل کتاب کر دیتے تو بہت اچھا تھا۔ اسی طرح بعض خطوط کے بارے میں انہوں نے بتایا ہے کہ ان کا متن اقبال کا تعلق نہیں، کسی اور سے املکہ بیا گی ایسے خطوط کی عکسی اشاعت زیادہ مناسب تھی۔

اس کتاب کے طویل ترین باب کا عنوان ہے: "اقبال اور احمدیت پیغمبروں کا آغاز اس طرح ہوتا ہے: "اپنی جات کے آخری میں چار سالوں میں چھا جان نے احمدیت کیخلاف بحر مجاز کھڑا کیا۔"

اس آغاز سے صحف کی tone کا اندازہ ہو جانا ہے، اور یہ بھی کہ اس آغاز کا انجام پی ہو گا پیغمبروں کے دوسرے پر الاف کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے:

"احمدیوں کے متعلق ان (اقبال) کے تکفیری بیانات کو مسلمانوں کے بخیہ حلقوں میں بھی تعجب سے پڑھا گی۔ اول اس یہ کہ چھا جان تو ملاوں کے شغل تکفیر بازی کو ناپسند کرنے تھے کیونکہ وہ خود بھی اس اورچھے اور کثرتِ استعمال سے کند شدہ بھیار سکھاں ہو رچکے تھے۔ دوسرے اس یہ کہ احمدیوں کی دو ایک عقاید سے اتفاق اور دو ایک سے اختلاف کے باوجود علامہ عمر بھرا پسے قول و فعل سے احمدیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ تسلیم کرنے رہے تھے۔ (ص ۱۹۵)

اس اقتباس میں صحف نے کمال ہوشیاری کے ساتھ متعدد مخاطبے پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ "اقبال کے تکفیری بیانات" اور "ملاوں کے شغل تکفیر بازی" دو بالکل مختلف نوعیت کے طرز عمل ہیں۔ فروعیات پر ملاوں کا مشغل تکفیر بازی بلاشبہ ایک نواجہ اور قابل نظر ہے، جو افراد بین اسلامیں کا بدب بنتا ہے۔ مگر احمدیوں کے متعلق علامہ کے تکفیری بیانات" بالکل جدا گاہ نویت کے ہیں، جن کے ذریعے علامہ نے ختم نبوت کے مسئلے پر خاص علمی بحث کی ہے۔ ختم نبوت دین کی فرع نہیں۔ اس کے نفلق بنیادی ایمانیات سے ہے۔ شیخ انجاز سے دو مختلف النوع رویدن کو گذرا مذکور تھے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ بھی قادریوں کے خلاف وہی روایتی "اوچھے" اور "کند شدہ بھیار" استعمال کرنے کے مرتکب ہوئے۔ پھر یہ جملہ کس تقدیر علارانہ اور خانہ ساز ہے کہ: "احمدیوں سے متعلق ان (اقبال) کے تکفیری بیانات کو مسلمانوں کے بخیہ حلقوں میں بھی تعجب سے پڑھا گیا یہ" بخیہ حلقة کون سے تھے؟ اور انہوں نے کب، کہاں اور کس طرح علامہ کے بیانات دربارہ ختم نبوت پر مبنیہ "تعجب" کا انعام کیں؟ صحف کوئی ایک اڑھی ہی حوالہ دے دیتے تو ایک بات بخیہ سے الحقيقة حضرت علامہ نے قاریانیوں کے بارے میں جو بیانات دیے، وہ سَلَّحْتُمْ نبوت پر ٹھوس فکری، فلسفیانہ اور علی بیانیں فراہم کرتے ہیں مسلمانوں کے جملہ

مکاتیب فکر نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا اور علامہ کی اس بحورنگو کہ قاریانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے ہاتھ مسلمین میں ایسی پیدرا فی حل بھوئی کہ قاریانیوں کے خلاف برصغیر میں اٹھنے والی تحریکوں میں، اس نے ایک نعرے کی حیثیت اختیار کر لی اور اسی کے نتیجے میں آئیں پاکستان میں ایک ترمیم کے ذیلے ۲۸، ۱۹۰۶ء میں قاریانی قانونی طور پر بھی غیر مسلم قرار پاتے۔

مندرجہ بالا اقتضائیں میں علامہ کے "احمدیوں کے دو ایک عقائد سے اتفاق اور دو ایک سے اختلاف" والیات بھی دلچسپ ہے۔ اصل مسلم ختم نبوت کا تھا، جو بنیادی ایمانیات سے تعلق رکھتا ہے، اور کسی انسان کے محض دو ایک نہیں (جملہ عقائد کی نوعیت، ختم نبوت کے بارے میں اس کے روپ کی بنیادی پر منعین ہوتی ہے) — شیخ انجاز احمد نے "اد و دو ایک سے اتفاق اور دو ایک سے اختلاف" کہ کہ ایک اہم سُنّت کو بہت بڑا اور معمولی بنادیا ہے۔

اس بحث میں آگے چل کر انہوں نے ایک اہم نکتہ اٹھایا ہے۔ شیخ انجاز احمد کھتہ میں کہ ۱۹۳۵ء کے آغاز تک علامہ اقبال کے نزدیک احمدی دائرہ اسلام سے خارج نہ تھے، اس وقت تو جامعۃ احمدیہ علامہ کے نزدیک "اسلامی سیرت کا ٹھیکانہ" تھی، پھر ۱۹۴۷ء میں ایک ایسی یہ دائرہ اسلام سے کیوں خارج ہو گئی — ؟ شیخ صاحب اس کا جواب فرم کرتے ہوئے دو بدبب بتاتے ہیں: (۱) اس "قلبِ ماہیت" کا سبب احرار کا دباؤ اور ان کی ریشہ دونیاں تھیں۔ یعنی قاریانیوں کے بارے میں انہوں نے اپنی رائے سیاسی وجہ اور احرار کے کتنے پر تبدیل کی۔

(۲) دوسرے ہند کوںسل میں اقبال سرفصل حسین کی جائیں کے ایڈ و اس تھے، مگر وزیر ہند نے ان کے بجائے سر نظر اللہ عالیٰ کا تقریر کر دیا، اس "احساسِ محرومی" کے بعد انہوں نے قاریانیوں کے خلاف شدیدہ اور تلحیح بیانات دینے شروع کر دیے۔ شیخ انجاز احمد کے ان نکات پر تفصیل بحث کی یہاں گنجائیں نہیں ہے۔ مختصر آرے عرض کیا جا سکت ہے کہ پہلی بات بالکل دیسی ہے، جسی چند الجدید سالک نے "ذکرِ اقبال" میں لکھا ہے کہ، "خدا جنے علامہ اقبال نے کس عقیدت میں دنگی دنگاست پر ایک مضمون لکھا۔ جس میں بتایا کہ اس فرقہ کی بنیاد ہی غلطی پر ہے (ص ۲۱۰) اور سالک صاحب کے اس بیان کو شیخ انجاز احمد نے اسلام کی تائید کے طور پر پیش کیا ہے کہ احراریوں نے علامہ اقبال کو استعمال کر کے، احمدیوں کے خلاف ان سے بیان دلوایا (ص ۲۵۵) گویا: "آفتاب آمد دیل آفتاب۔ یعنی علامہ اقبال کا تراپناز کوئی ذہن تھا اور نہ رائے — جو شخص جیسا چاہتا ان سے بیان دیوالیتا۔ وہ تو بس سوہم کی ناک تھے — جہاں تک دوسرے ہند کوںسل میں تقریر کی ایڈ داری کا تعلق ہے؟ ذکرِ جاوید اقبال نے اس پر سیرہ حاصل بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کی ہے۔ "یہ کہنا کہ اقبال دوسرے کی ایگزیکٹو کوںسل کی کنیت کے ایڈ وار تھے یا اس منصب پر تقریری کے خواب دیکھ رہے تھے، اور حسب ان کے بجائے یہ منصب وزیر ہند نے سر نظر اللہ عالیٰ کو سونپ ریا، تو وہ انتقاماً احمدیت کی مخالفت میں بیانات جاری کرنے لگے۔ اصل حقائق سے بے نجہی ہے یا انہیں تعصیب کی گئی ہے دیکھنے والوں کی آنکھ سے دیکھا ہے۔"

علامہ اقبال نے اپنے ایک خط میں شیخ انجاز احمد کو "ایک صالح آدمی"۔ قرار دیا تھا۔ اللہ ذا کر رحماء اقبال نے بھی ان کی

نیکی، شفقت، جسم اور صلح کو طبیعت کا ذر کرتے ہرے، ان کی صالحت کی تائید کی ہے۔ نہ پر نظر کتاب کو پڑھتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک شریف اطبیع انسان ہیں۔ لیکن احمدیت کے موضوع پر وہ تو اپنے فکر و نظر برقرار رکھنے میں ناکام رہے ہیں۔ اس کتاب کے دیگر مندرجات کی روشنی میں وہ اپنے چھا جان سے عقیدت و بحث رکھتے ہیں۔ ان کی پیش کردہ تصویر کے مطابق علامہ ایک با بصیرت، صاحب اثر اور دانش و بیش رکھنے والے فہیم انسان تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ بے کذب اُنھیں نہ تھے۔ مگر احمدیت کے باب میں انہوں نے اقبال کی "ماہریت قلب" کے جواہر سباب و ضع کے ہیں، وہ علامہ کے ایج کو شدید مجروح کرتے ہیں۔ اس بحث کے آخر میں شیخ الحجاز احمد نے لکھا ہے: "اپنی خداداد عقل و دانش کے ساتھ ساتھ، علامہ میں ایک ذرا بچکوں والی معصومیت اور بھولپن بھی نہیں۔ ان سعنوں میں کہ وہ سُنی سننی بانوں کا بغیر تحقیق یقین کر لیتے۔" (ص ۲۰۰) ختم نبوت کے مسئلے پر علامہ اقبال کے روایتے کو ان کے "بھولپن" کا مقیم قرار دیا خود شیخ صاحب کا "بھولپن" ہے یا پھر ان کا تعجب — انہیں احساس نہیں کہ انہوں نے علامہ کی پنی ہی بنی ہوئی تصویر پر چھینتے اٹا کر^۹ سے داغدار کر دیا ہے۔ کم از کم شیخ الحجاز احمد کی اس بحث کے حوالے سے یہ کہنے میں کوئی سرج نہیں کہ اقبال، راقعی مظلوم ہے۔

احمدیت والی بحث سے قطع نظر یہ کتاب اقبالیات کے سوانح ذخیرے میں ایک لائق انتہا اضافہ ہے۔ مصنف نے اپنی یادداشتیں اور تاثرات کو عغوف و مرتب کر کے بہتر اقبال، اپنے اور پر ایک قرض چکایا ہے۔

۹۸۵ء میں شائع ہونے والی یادداشتیں کے سلسلہ کی دوسری کتاب "اقبال کے سُم نشیں" (مرتبہ: پروفیسر عمار بلوری) ہے جو اقبال کی صحبتیں متفہیض ہونے والے ۱۹۶۱ء کا اصحاب کی یادوں کو تازہ کرنے والے طویل و مختصر مضامین و شذرات اور اقتباسات پر مشتمل ہے۔ ان اصحاب میں کمی طرح کے بوگ میں۔ علامہ کے معاصرین اور بے تکلف احباب، ان کے اعزیز اور دشمن دار، ان کے بیسے عقیدت مند نہیں کبھی کبھار ان کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا۔ ان کی یادداشتیں میں انداز تنظیر کے فرق کے سبب علامہ کی شخصیت کا تنوع سامنے آتی ہے۔ ان مضامین میں اقبال کے فرمودات و ملفوظات کا بڑا حصہ بھی عغوف ہو گیا ہے۔ — لکھنے والوں میں ڈاکٹر یوسف حسین خاں، اچراغ حسن حضرت، عبد الماجدہ و بیبا باری، بعد العفار خاں، جواہر لال نہر، شیخ محمد عبدالقدیر، ممتاز زحسن، مرتضیٰ الرشد خاں، سورش کاشمی، نوح احمد غلام اتیپدین، شیخ عبدالشکور، پروفیسر محمد مجیب لواب مشتاق احمد خاں، رمیس احمد جعفری، اسلام جیراج پوری، ابو محمد مصلح، کرزل بشیر حسین زیری، صیام الدین احمد بیلی، جبیل قدوالی، بعد بست سے دوسرے شامل میں کچھ دو ایسا علامہ کے عنیز دن کریم بی بی، آناتاب اقبال، منیرہ، خالد صرفی اور ان کے بچوں کی بگران میں زور سر کی ہیں۔ — تاثرات کے حصے میں، شاہد احمد دہوی، علی نجاشی، عرش علیانی، لاب بہادر بارجگ سر محمد شفیع، آغا بیدار نجت اور بعض دوسرے احباب کے مختصر اور خند سطی اقتباسات جمع کیے گئے ہیں۔ پروفیسر بلوری نے مرتقبین کے شیبوہ ترمی ارسائل و کتب سے مضامین نقل یا فوٹو اسٹیٹ کرائے کا تاب کے حوالے کر دینے اے کے بر عکس۔ ان تحریروں کا بغور مطالعہ کیا، اور تشریح طلب اسور کی، زیلی حرواشی میں وضاحت کی۔ اور بعض تفہیم طلب روایات پر نقد و جرح

کرتے ہوئے اصل صورت حال پیش کی ہے۔ یوں اس کتاب کی ترتیب و تعداد میں تحقیق ذنلاکش کا عنصر بھی شامل ہے۔ یہ پہ کتاب بجاے خود سوانحی اہمیت رکھتی ہے۔ اقبال پر تحقیق کرنے والوں کو ان تحریر پر وہ سفید طلب لوازمر دستیاب ہو گا ضرورت ہے کہ اقبال کے بارے میں مختلف اصحاب کی باقی ماندہ یادداشتتوں کے مزید مجرموں سے بھی اسی انداز میں مرتب کیے جائیں۔ یہ یادداشتتوں ہی کی ضمن میں ڈاکٹر سید ظفر الحسن کے نام مولانا سید ابوالا علی مودودی مرحوم کا دخطل بھی قابل ذکر ہے جو ادارہ شفاقت اسلامیہ لاہور کے مختار علی "المعارف" میں شائع ہوا ہے، اور جس سے اس علمی، فکری اور تربیتی ادارے کا ایک اجتماعی سانچہ اور اس کے مقاصد کی ایک جھلک سامنے آتی ہے۔ جسے پھانکرٹ میں قائم کرنے کا پروگرام تھا، اور جس کے بیانے علامہ اقبال کے ایجاداً سید پر مولانا مودودی جیدر آپا رد کن سے ہبہ کر کے پھانکوٹ آگئے تھے۔ بہت بعد میں مولانا مودودی نے ایک انٹر ویو میں بتایا تھا کہ علامہ اقبال سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل ان کے ذہن میں محفوظ نہیں رہی۔ — زیرِ نظر خط اس اعتبار سے اہم ہے کہ یہ علامہ اقبال کی دفاتر کے دو ماہ بعد (جون ۱۹۳۸ء میں) تحریر کیا گیا، اور اس وقت تک اکتوبر ۱۹۳۶ء میں علامہ سے ہونے والی تفصیلی ملاقات کی یادداشت مولانا کے ذہن میں تازہ تھی۔ مولانا بتاتے ہیں کہ مفصل گفتگو میں خود و خوض کے بعد ہم جس نتیجے پر پہنچے وہ یہ تھا کہ بندی مسلمانوں کے ظاہری حالات مایوس کن ہیں۔ مسلم ہیت، اجنبی عیہ کو مظاہر بہ صورت میں وحود میں لانا تو مہر دست مشکل امر ہے، تاہم مسلم یا یک کی طرف ان کا رجوع فی الوقت خیمت ہے۔ مسلم یا یک کے جھنڈے سنتے قومی بینادوں پر مسلمانوں کا جمع ہونا ہمارے اصل نصب العین سے فرود رہے۔ ہمیں rear-guard میں رہ کر ایسے مردان کا تیار کرنے چاہیں جو ایسے چل کر راہِ اسلام کے اصل نصب العین کی نکری بیناد میں مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ اسے گملی جامہ پہنانے میں کام آسکیں۔

"اقبال پر پس میں" کی خاص چیزوں ویگنے ناسٹ کے نام اقبال کے مرکاتیب میں، جن کا مفصل ذکر کیا جا چکا ہے، یہی اس سے سوابعی ڈاکٹر رانی کی اس تصنیف میں اقبال کے احوال و آثار سے متعلق بہت سے تھائق، نئی معلومات خاطوط، تحریریں اور ایسا تفرق لوازمر موجود ہے، جسے اقبایات کا ماغذہ شمار کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر سعید اختر و رافی اقبایات کے سرگرم طالب علم ہیں اور کیمیرج میں سینڈ اقبال (Iqbal Professorial chair) کے قیام کیمیرج کے زمانہ طالب علمی میں اقبال کی قیام کا وہ (۱۹۴۰ء پورچکال سٹریٹ) پر بادگاری ساختی کی نصیب اور برطانیہ میں ہر می طور پر فرود غ اقبایات کے بیانے سرگرم عمل رہے ہیں۔ اس کتاب میں شامل ان کے دس مضامین میں بعض انہی سرگرمیوں سے متعلق ہیں، جب کہ دیگر مقالات میں سے ایک پر وفیسر ارلنڈ پر ہے۔ ایک مضمون کا موضوع برطانیہ میں اقبال کی وقیتی تحریر ہیں ہے، یعنی مختلف کتب خانوں میں موجود تصنیف اقبال کے بعض نسخوں پر اقبال کی باقاعدگی انسابی تحریر ہیں، ان کے بعض خاطوط، ائمہ کیمیرج اور لینکنز ان لندن کے داخلہ حسروں میں پختہ اقبال ان کے کوائف کے اندر اجات وغیرہ۔ — ایک اور مقالے میں فلسفہ بحث کے اصل مسوڑے اور اس کے مطبوعہ متن کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب میں ایمین اسٹیفنز، یحییٰ سید اور امان اللہ ہوبوہم کے مضامین

کے ترجم بھی شامل میں۔ کتاب کے آخر میں، متعدد تصاویر و خطوط کے جو من اور انگریزی میں، مستشرق دستاریں اور فلسفہ تہم کے بغیر سطبو عرصوں کے عکوس بھی دیے گئے ہیں۔ اسی طرح لندن یونیورسٹی کا ۱۹۰۴ء کا عربی نصاب بھی — اقبال نے اپنے اس تاریخ پر فیض از لذت کی قائم مقامی کرتے ہوئے چھ ماہ تک اس نصاب کی تدریس کی ذمہ داری ادا کی — تصاویر میں ویگے نات کی ایک تصویر بہرہ، بائیل بردن میں ان کے مرتداد قبر بہ نصب شدہ کتبے کی تصویر خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، اور یہ تمام تصاویر اقبالیاتی الہم میں ایک ایسا نادر اضافہ ہے، جس سے یہ ایم کمیں زیادہ دل کش، زنگینی اور جاذب نظر ہو گئی ہے اور اس سے کتاب استادی چیزیت زیادہ مستحکم ہو گئی ہے۔ — آغاز میں ڈاکٹر درانی نے ایک تفصیلی دیباچہ پر فلم کیا ہے، جو بجا ہے خود ایک مثال ہے اور صحف کی تلاشی و تحقیق کی رام کھانی سناتا ہے۔ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے کئی بانوں کی تکلیف ملتی ہے اور صحف اپنے بقول "دراز گفتاری" کا شکار نظر آتے ہیں، پھر دست ہے کہ بعض حکایات دراز تر ہرنے کے باوجود لذید ہوتی ہیں مگر ایک تحقیقی کتاب میں، جسے ایک سانس دان نے تحریر کیا ہے، تکرار و تفصیل بہت کھلتی ہے۔ پہبخت تفصیل اطلاع کے ایک ایجاد و اختصار سائنسی فلک مزاج سے قریب تر ہے۔ اس میں شیعہ نہیں کہ ڈاکٹر سعید اختر درانی کی تحریر میں ایک غاص طرح کی جاذبیت ہے، جس کی وجہ سے کتاب پڑھتے ہوئے قاری کی دلپسی برابر قائم رہتی ہے، ہسپانیہ سے انہیں پہلے اقبالیات کچھ حاصل نہ ہو، مگر اس لاحاصی کی رودا و ایک دلچسپ سفر نامہ بن گئی ہے اور یہی چیز کتاب میں اس مضمون کی شمولیت کا جواز بن گئی ہے۔ — ڈاکٹر درانی نے ایک جلیل کھا ہے: "ابھی نہ جانے یورپ کے کتب خانوں میں اور کس قدر راقیاتی ذخیرہ جمع ہے۔" (ص ۸۰) اس حوالے سے اور ان کے ذریعہ بحث کام کو پیش زکاہ رکھتے ہوئے ان سے بجا طور پر توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اقبال پر اپنی تحقیق جاری رکھیں گے، اور دیباچے میں مندرجہ اپنے بعض ناتمام منصوروں کو پایا ہے تکمیل تک پہنچانے میں کسی تسلیل کا شکار نہیں ہوں گے، خصوصاً ہسپانیہ اور روم میں اقبالیاتی تحقیق لائق اعتبار ہے۔

"اقبال" یورپ میں ڈاکٹر جادید اقبال نے صحف کو اس کاوش پر مبارک باور پیش کی ہے۔

تشریفات نے اقبال کو سمجھنے سمجھانے میں ایک کردار ادا کیا ہے۔ — شاعری کی حد تک مختلف شاعرین کی شرح معاونت کرتی ہیں، لیکن حکمت اقبال کے عظیم شاہکار، انگریزی خطبات کی تشریک تاحال کماحت، نہیں ہو سکی۔ ان ادق اور فلسفیات خطبات کو اردو کے قالب میں دفعہ لانے کا مشکل اور صبر آزم کام مرحوم سید نذرین نیازی نے انجام دیا۔ لیکن محض ترجیح کو پڑھ کر مطالب خطبات کی کماحت تغییم ممکن نہیں۔ اس میں ترجمے کی کمزوریوں سے زیارت علامہ کے دقیق اور علمی مطابک کی فلسفیات سلطھ کو خصل ہے۔ اسی لیے خطبات، اردو ترجمے کے باوجود آسان زبان میں تشریک و تفسیر کے محتاج رہے ہیں۔ — خلیفہ عبدالحکیم نے خطبات کا جو خلاصہ پیش کیا ہے "وہ چند اس مفہوم نہیں۔ اس سے سوائے اقبال فتحی میں معارضہ اور خلط بحث کے اور کچھ پلے نہیں پڑتا۔" البنۃ محمد شریف بخاری کی ترجمہ نہائی تشریک ہے بقول ڈاکٹر سید عبداللہ "اقبال تک پہنچنے، اور ان کے افکار کو سہل انداز میں پیش کرنے کی ملخصانہ اور دیانت دارانہ کو شکش ہے۔ انہوں نے خطبات

کے اہم نکات کو سادہ انداز میں پیش کیا ہے اور اپنے تشریحی انداز بیان سے حکمت اقبال کو عام قارئین کیے اتنی آسان کر دیا۔ ہے کہ ”دقائق سے دقائق مسئلہ عجیب بھی میں آ جاتا ہے۔“ کہا جاسکتا ہے کہ پروفیسر رفاقت اک تشریفات میں ”حضرت علامہ کنجیات کی روح کو کسی جگل فضان نہیں پہنچا۔ یعنی ان کے افکار کامل طور پر کتاب میں منحصر ہو گئے ہیں“ ترجمے اور تشریح سے آگے بڑھ کر ایک مزدودت خطبات کے تجزیے اور تفہیم کی بھی ہے۔ — خصوصاً اس یہے کہ بعض عرب سلطتوں اور مغرب میں بخوار خطبات، فکر اقبال کے بعض پہلوؤں کو ہدف تفہیم بنایا گیا ہے۔ مولانا سید احمد اکبر آبادی کی کارشنہ خطبات اقبال کی تشریح و توضیح ہے، اور اس کا تحریر بیانی مطالعہ بھی۔ مولانا نے خطبات کا مجموعی جائزہ لیا ہے، اور خطبات کے اہم موضوعات (تصویر باری تعالیٰ، وحدت الوجود، نماز باجماعت، حیات بعد الموت، حشر و نشر اور جبر و فدر وغیرہ) پر الگ الگ بحث بھی کی ہے۔ انہوں نے علامہ کی کئی بحثوں کو تصحیح اور ان کی آراء کو محل نظر قرار دیا ہے۔ اقبال کا خیال ہے کہ قرآن حکیم کی رو سے ادم نے کسی اخلاقی گناہ اور جرم کا ارتکاب نہیں کیا — مولانا اکبر آبادی بتاتے ہیں: ”حالانکہ قرآن میں صاف نظر ہے کہ وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ نَعْوَائِي اُدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور وہ مگر اہ ہو گئے“ (ص ۲۸۔ ۳۰) مسئلہ جبر و قدر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”علامہ نے بڑی قوت سے ثابت کیا ہے کہ انسان خود مختار ہے۔ اپنے فکر و عمل میں آزاد ہے، میکی داعف یہ ہے کہ یہی اسلامی نقطہ نظر بھی ہے کہ انسان مجبور بھی ہے۔ علامہ نے اس پسلوکو نظر انداز کر دیا ہے۔“ (ص ۲۸) آگے چل کر مولانا نے اس سے پر مفصل بحث کی ہے۔ مولانا اکبر آبادی نے خطبات پر محترم صحف داکٹر الجمی کے اعتراضات کا بھی جواب دیا ہے۔ انہوں نے خطبات کے بعض مکمل پہلوؤں کی تاویل کی ہے اور بعض معاملات میں علامہ کی فروگذاشتون کا اعتراف کیا ہے، مثلاً یہ جگہ کہتے ہیں: ”علامہ کا یہ لکھنا کہ امام ابوحنیفہؓ نے احادیث سے اقتضانیں کیا امام صاحب پر بڑا استم اور نا انصافی کی بات اس درجہ کی ہے کہ سید ندیر نیازی کو بھی اس جملہ پر اپنے نوٹ میں یہ لکھنا پڑا اکیرہ کہ نیازی اہ صحیح ہو گا کہ امام ابوحنیفہؓ نے اقتیاط سے کام بیا۔“ (ص ۲۸) مگر ان کے خیال میں ایسی فروگذاشتون سے علامہ کی عطرت و اہمیت کم نہیں ہوتی۔ — بحیثیت مجموعی تفہیم اقبال کیے، سید احمد اکبر آبادی کی کتاب فدلیل قدر اور معاون ہے۔

پروفیسر محمد عثمان کی کتاب ”فکر اسلامی کی تشکیل نو“ اسی سلسل میں سائے آئی ہے خطبات اقبال کی تسلیم و تشریح کا یہ کام انہوں نے کئی برس پہلے شروع کیا تھا اور اس کے بعض اجزاء مختلف جرائد میں شائع ہو چکے ہیں — پروفیسر محمد عثمان نے خطبہ پر خطباً فکار اقبال کی تشریح و ترجمانی کی ہے۔ محمد شریف بقا کی ملخص ترجمانی کے بر عکس عثمان صاحب نے مفصل شرح کا طریقہ اپنایا ہے۔ کہیں کہیں انہوں نے تبصرے اور تحریر بے کا انداز اختبار کیا ہے۔ سعید احمد اکبر آبادی کے بر عکس وہ علامہ کی کلی تایید و تحسین کرتے ہیں۔ انہوں نے کسی مسئلہ پر اقبال کے خیالات سے اختلاف کیا ہے اور نہ کوئی اعتراض مٹاہم انہوں نے اس اسکان کو رد نہیں کیا کہ ” بلاشبہ آئندہ نسلیں بعض اسرار میں اقبال کے مختلف اور بقول اقبال شاید اُن سے بہتر تصریفات پیش کرنے کے قبل ہوں گی۔“ (ص ۱۸) پروفیسر محمد عثمان ایک سادہ مگر دل کش اسلوب کے ماں کا ہیں اور انہوں نے بڑے خوبصورت اور عام فہم انداز میں خطبات کی خلاصہ نہ تشریح کی ہے۔ بعض نکات کی وضاحت میں حسب غرورت اقبال کے اشعار سے مدد

نہ بے اور خطبات کے بعض حصوں کی نیزہ معمولی اہمیت کے پیش نظر ان کا ارادہ ترجمہ بھی دے دیا ہے ۔ ایسے حصے میں اقبال کے خطبات میں کھلیدی جیشیت رکھتے ہیں ۔ ترجمے کا ذکر کیا، تو ایک سخن گستاخانہ بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ممکن ہے بعض قارئین کو اس کا تذکرہ میں معلوم ہو، لیکن میں اپنا تازہ ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ کئی دوسرے مقامات کے علاوہ پانچویں خطے سے دواہم پیر اگراف کا پروفیسر محمد عثمان صاحب نے، مکمل ترجمہ دیا ہے۔ یہ ترجمہ محل چار صفحات (۱۹۰۷ء) پر مشتمل ہے۔ ابتدائی ۶۰ صفحات کا ترجمہ تو عثمان صاحب نے خود کیا ہے، اور بلاشبہ یہ اچھا ترجمہ ہے، لیکن بعد ازاں ۳۰ صفحات میں انہوں نے بادقیقی تصریف ندیر نیازی کا ترجمہ ہی اختیار کیا ہے۔ ندیر نیازی کا ترجمہ خطبات اقبال کا پہلا اور تماہی آخری، اور اس اعتبار سے واحد مکمل ترجمہ ہے۔ ہمارے ہاں ایک طبقہ اس ترجمے کو نشانہ امعترض بناتا ہے اور اس ترجمے کے حوالے سے ندیر نیازی ہر حوم کو ہدف ملاست بنانے کا کوئی موقع ہاٹھے نہیں دیتا ہے ۔ مگر ندیر نیازی کے ترجمے کو شائع ہوتے میں برس ہونے کو آتے (ترجمے کی اولیں اشاعت ۱۹۵۰ء میں مل میں آئی تھی) ابھی تک اس کا کوئی دوسرا مکمل ترجمہ نہیں ہو سکا، اور جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے پروفیسر عثمان صاحب بھی، جو اچھا ترجمہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ایک ہی پیر اگراف کے بعد دوسرے پیرے میں نیازی صاحب کے ترجمے کو اپنانے پر مجبور ہوئے ۔ اس صورتِ حال سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔ اول: ندیر نیازی کا ترجمہ کچھ ایسا گز رانہیں کروے بالکل رد کر دیا جائے (پروفیسر عثمان صاحب نے منذ کو رہ بالامثال کے علاوہ دیگر متعدد مقامات پر نیازی صاحب ہی کا ترجمہ اختیار کیا ہے) اگر کوئی مترجم خطبات کے نئے اور بہتر ترجمے کی کوشش کرے: تب بھی ندیر نیازی کا ترجمہ اس کی بنیاد پر بنے گا۔ دوسرم: خطبات اقبال کا ترجمہ کچھ ایسا آسان نہیں ہے اس را اپنے طبقیں توجہ دی سانس پھول جاتا ہے ۔ اس مجدد معتضد کے بعد میں پھر عثمان صاحب کی تشریفات کی طرف آتیوں ۔ ندیر نیازی اور محمد شریف بغاۓ تیسرا خطے میں "Prayer" کا ترجمہ "Dua" کیا ہے، مگر عثمان صاحب نے "ماز" ۔ اور یہ خطے کے مباحث کے حوالے سے مناسب اور صحیح ہے لیکن پہلے خطے کے عنوان میں Religious experience کو انہوں نے "روحانی دار دات" قرار دیا ہے۔ راقم کے خال میں ندیر نیازی کی وضع کردہ ترکیب "مند ہی مشاہدات" علامہ کے مفہوم سے زیادہ قریب ہے۔ "روحانی دار دات" میں ایک طرح کی تعمیم ہے، جبکہ "مند ہی مشاہدات" میں تخصیص۔ شاید اسی ترکیب (روحانی دار دات) کے زیر اثر انہوں نے پہلے خطے کی تشریع ایک دوسری نوح پر کی ہے۔ ابتدائی ۶۰ صفحات میں انہوں نے اپنے لکھی میں پیش آنے والا ایک واقع درج کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایک کشمیری بذرگ خالون کبھی کبھی دھدھو حال کی ایک شخصیت کی صفتیت کے زیر اثر پر وقار مرداں بچے اور شوہر اس ویں مستقبل کے بارے میں ایسی حرمت انگریز پیش گوئیاں کریں جو بعد ازاں صحیح ثابت ہوتیں۔ اس فرق العادۃ منظاہر کی رواد مصنف نے اس بیان درج کی ہے کہ ان کے بقول "اس سے ہمیں علامہ اقبال کے پہلے لکھ کے مرضی کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔" (ص ۲۰) ہمارے خال میں یہ درست نہیں ہے۔ اس نوع کے مادرائے عقل واقعات اور اقبال کا Religious experience دو

مختلف النوع تجربات میں۔ خارق عادت واقعات ہمارے ہاں ہی نہیں، امریکہ اور بیرون میں بھی وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں ایسے واقعات کے دانڈے *Religious experience* سے ملانا کسی طرح بھی درست نہیں۔ اقبال کے مذہبی مشاہدے میں وحی والہام کا حوالہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے — **قول سید نذرینیازی** ہخطبات کا مدار بحث ہستی باری تعالیٰ کا ہی اثبات ہے ॥ سوال یہ ہے کہ اس طرح کے مادرائے عقل واقعات، کیا کبھی اثبات ہستی باری تعالیٰ کا بسب بنسے ہیں؟ یقیناً نہیں — تو پھر ایسی بتوں کا اقبال کے مذہبی تجربے کے ضمن میں کیا حوالہ بتاتے ہیں؟ — پروفیسر محمد عثمان لکھتے ہیں کہ امریکہ، جرمنی، اور انگلستان کے بعض تحقیقی اداروں میں صوفیانہ واردات کے لیے ہمدردانہ مطالعہ کا زمین بڑھ رہا ہے — اس حصہ کو تولیک — یعنی ان کی آس رائے سے اتفاق ممکن نہیں کہ: "النفیات اور فلسفہ کے باہرین کی خاصی تعداد، روحانی واردات کو سجا اور معرفت کا یقینی ذریعہ ماننے کی طرف مائل ہے" — وجہ یہ ہے کہ مبتدی فلسفہ اور نفیات کی جزویں ایک بے خدا یا کم خدا ناشتا س تھے یہ میں پویسٹ ہیں، ان سے یہ توقع رکھتا کہ وہ "مذہبی تجربے" (ذکر روحانی واردات) کو معرفت کا یقینی ذریعہ تسلیم کرے گی، بعض دیوانے کا ایک خواب ہے۔ اسی خطے میں علامہ نے ایک جگہ لکھا ہے: انسان کی "پے پے ترقی پذیر روح کے سفر کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ اس حقیقت سے رابطہ پیدا کرے جس نے اس کا ہر چاہر طرف سے احاطہ کر رکھا ہے" یہ سوال یہ ہے کہ منغرب کے ماہرین فلسفہ و نفیات جو روحانی واردات کی طرف مائل نظر آتے ہیں، کیا توحید اور اسکے ساتھ رسالت کو بھی (کہ دونوں لازم و ملزوم ہیں) معرفتِ حیات کا بنیادی ذریعہ تسلیم کرنے کے لیے آمادہ ہیں؟ قریب قریب ناممکن ہے — خطے کے آخری حصے میں علامہ نے فرمائے کہ نظریات پر تنقید کی ہے۔ یہ تنقید انگریزی تئن کے تقریباً دو صفحات پر محیط ہے۔ اقبال فرمائے کہ اس خیال سے متفق نہیں کہ جلد مذاہب اور فنون، ہمیں زندگی کے حلقوں سے بزرگانہ گردی کا درس دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ یہ بھی تسلیم کرنے کو تباری نہیں کہ مذہب غیری تحریک اور دینی ہوئی خواہشات کی پیداوار ہے — عثمان صاحب کی تشریع میں فرمائے پر تنقید سے متعلق اس طرح کے نکات کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔ حیثیتِ مجموعی یہ ایک مفید کاؤش ہے، یعنی ہمیں سعید احمد اکبر آبادی کی توضیحی و تجزیہ یا تلقید سے اگرچہ کر، اور زیادہ تفصیل سے اور گھرائی میں جا کر خطبات اقبال پر کلام کرنے کی ضرورت ہے۔

نکہ اقبال کی تشریفات و توضیحات کے سلسلے کی دوسری کتاب "مناجات جادید نامہ" ہے۔ مبید اللہ قدسی نے "جادید نامہ" کے ابتدائی حصے "مناجات" (، ۵ اشعار) کی شعر پر شعر مشرح لکھی ہے۔ ترتیب شرح یوں ہے: سب سے پہلے بعض انفاراں لصلطاختا کی تسلیل و توضیح، پھر شعر کا لفظی ترجمہ، بعد ازاں چوناں "مطلب" شعر کی مفصل تشریع — شرح نویسی میں انہوں نے اقبال کی شاعری اور خطبات اور کہیں کہیں سے اکابر شعرا کے شعروں سے تابید و استناد کیا ہے۔ شرح عمری انداز کی ہے اور نکھل آفرینی مفقود ہے۔ بعض مقامات پر شارح سے اتفاق ممکن نظر نہیں آتا۔ مثلاً: ۶

من که نو میرم ز پیران کہن دارم از روزے کم می آید، سخن

کی تشریع کرتے ہوئے لکھتے ہیں : ” یہ کہن سال دقیانوسی لوگ فرقہ بندی اور مذہبی گروہ بندی میں الجھے ہوتے ہیں۔ ان میں وہ سب خرابیاں میں جن سے انسانیت ختم ہوتی ہے ۔ ”

بعد ازاں شارح نے ” اکس سال دقیانوسی ” لوگوں کی مگرائی میں ” جاویدنامہ ” کے چند اشعار درج کیے ہیں، جن کا آغاز یہ ہوتا ہے ۔

چار مرگ اندر پتے ایں دیپسیر سودخوار دوالی ملتا دپسیر
تبین صفات کی شرح نے تیجہ کچھ بڑیں نکلتا ہے کہ پیران کمن سے علامہ اقبال کی مایوسی کا سبب ان کی سودخواری، فرقہ بندی مذہبی گروہ بندی اور پسپر پرستی نیز ملکہ نظام میں۔ ییکن شارح سے سوال کیا جاسکتا ہے کہ ان معائب کو صرف بوزھوں سے خصوص کر دینے کی منطق کیا ہے؟ کیا نوجوان ملٹا فرقہ بندی نہیں کرتے؟ کیا نوجوان افراد سودخواری کی بعنت سے پاک ہیں؟ کیا نوجوان پیروں کی ” کارگز اریوں ” سے بے نجر ہیں؟ — فاضل شرح نویس نے پیران کمن سے اقبال کی نویسیدی کے خود اس باب تراشے ہیں۔ پیران کمن کے بارے میں اقبال کے تامل کا سبب بڑے بوزھوں میں پائی جانے والی صحت اندیشی، منفعت اندوزی، دنیا پرستی اور آزاد اکرم دیش میں گرفتاری ہے۔ نوجوان اپنی قوت کا را اور جو شر عمل کی فرادافی کی بتا پر اقبال کو محظوظ ہیں۔ وہ آتش نمود میں بے خطا کو دپڑنے میں بے یاک ہوتے ہیں۔ تاریخ کے حرائے سے ستاروں پر کنڈیں ڈالنے اور مہات کی انجام دہی میں علامہ کو نوجوان کمیں زیادہ متخک و مستعد اور مرگم عمل نظر آتے ہیں۔

” مناجاتِ جاویدنامہ ” کی تسویید ڈھنگ سے نہیں کی گئی۔ اور کئی اعتبار سے کتاب میں کی نیت اور توازن کی کمی ہے تشریحاتِ اقبال سے متعلق متندا کرہ بالا دو کتابوں کے حوالے سے یہ کہتے ہیں کہ کوئی ہرج نہیں کہ اقبال کی عالمانہ اور متوازن شرحوں کی کمی آج بھی اقبالیات کا ایک بڑا خلہ ہے، اچھی شرحیں، اقبالِ ثنا سی کا بنیادی تقاضا ہیں۔ یہ ایک مشکل کام ہے اور اس کی تکمیل کرنے ایسا عالم ہی کر سکتا ہے جو بیدار ذہن کے ساتھ، ایک متوازن فلم کا رجھی ہو۔

ڈاکٹر ایں ایم مندرج الدین نے ” افکار و تصوراتِ اقبال ” کے نام سے ۳۰ صفحات کی ضمیم کتاب تحریر کی ہے دریافت میں یوسف کی خریدار بڑھیا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

” میں بھی شب درونہ کی سسلِ محنت دریافت، اور خون جگر کی امیزش سے سوت کی ایک انسی بہ شکل افکار و تصوراتِ اقبال کا تکریب اقبال کے خریداروں میں شامل ہو گیا ہوں ۔ ”

پہلے باب کا موضوع ہے : ” شخصیت اور شاعری ”۔ بعد ازاں فکر اقبال کے عمومی موضوعات (خودی یہ رہمن، ملت، تعلیم، سیاست، میہشت، اجتماعی اور ایجاد) کی سیدھے سادے عام فہم اور مشبت انداز میں تشریع و توضیح کی ہے تاکہ بقولِ حنفی ” طالب علموں کو ان سے استفادہ کرنے میں سہولت رہے ”۔ انہوں نے طالب علموں کی ضروریات کو پیش نظر رکھا ہے، اسی لیے اشعار سے بکثرت استناد و استثمار دیکیا ہے اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی جواہی میں درج کیا ہے ییکن بعض

حصوں میں "سیدھا سادہ عام فہم انداز" برقرار نہیں رہ سکا، جیسے نظریہ اجتہاد کی بحث (ص ۳۰۰ تا ۳۶۸) مزید بڑاں بعض مقامات پر غیر ضروری تفصیل اور پھیلا دنظر آتی ہے جیسے اجتہاد، نیز سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کی بحثیں (ص ۳۲۰ تا ۳۴۱) یہاں ایجاد مطلوب تھا۔ یہی مباحث مختصر اور کم الفاظ میں ہوتے تو زیادہ موثر اور جامع ثابت ہو سکتے تھے۔

اشتراکیت پر اقبال کا تصور سیاست کے ضمن میں بحث آچکی تھی، آخری حصے میں اس موضوع پر دوبارہ سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ مناسب تھا، اسے یکجا کر دیا جاتا۔ آخری باب میں سرمایہ دارانہ اور اشتراکی معیشت کی خاصیتوں پر نہایت تفضیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، لیکن اقبال جس نظمِ معیشت کے حامی ہیں، اور معیشت کی جو شکل ان کے ہاں مطلوب ہیں، مصنف نے اُسکا حقہ، اُجھا گرنہیں کیا۔ پہلا باب جنم کا ذریعہ مختسب سے لکھا گیا ہے۔ درمیانی ابواب بھی مناسب ہیں مگر بعد کے حصوں میں یہ صورتِ نظر نہیں آتی خطبہ اللہ آباد متن کی بجاے حدیثے میں دینا چاہیے تھا — اس کتاب میں کوئی نئی بات نہیں ہے، تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر منہاج الدین نے والش وار انہ موسنگا فیں اور فلسفیادِ مباحث سے گزر کرنے ہوئے عام قارئین، خصوصاً طلبہ کے لئے ایک مفید کتاب پر تیار کی ہے۔ اقبال اکادمی پاکستان کی پیش کردہ "اقبال کے مشیرہ پستھانہ منسہ" (از ڈاکٹر سعد العبد کلیم) فن کی رسالت سے اقبال کے عمومی مطلعے کی ایک نکر انگریز کوشش ہے۔ مصنف کا گیارہ صفحاتی پیش لفظ بجاے خود غیر ردا ہے جس

اے اقبال اکادمی پاکستان نے ۱۹۸۵ء میں اٹھ کتب اور چار رسالے ٹگوی طور پر بارہ مطبوعات شائع کیں جن میں سے ایک عربی میں ایک فارسی میں دو انگریزی میں ری پرنٹ شامل ہیں جبکہ اردو میں چار اہم علمی اور تحقیقی کتب شائع ہوئیں۔ اسی سال جو لائی کے شمارہ سے اقبال اکادمی نے اپنے اردو رسالے اقبال ریویو کا نام اقبالیات کیا اور رسالے کے سائز میں بھی تبدیلی کی۔ ۱۹۸۵ء میں اقبال اکادمی پاکستان نے جو کتب شائع کیں ان کی تفصیل یہ ہے: محمد اقبال سیرۃ، فلسفۃ، و شرہۃ ڈاکٹر عبدالوہاب عزم (عربی)، جستہ ڈاکٹر جاوید اقبال کی کتاب زندہ رو در کافارسی ترجمہ کی جلد دو م جاوید ان اقبال مترجم، ڈاکٹر شاہین فاخت مقدم صفیاری، اردو میں اقبال یونیورسٹی میں ڈاکٹر سعید اختر درانی، مناجات جاویدنا مر مولانا عبد العزیز اللہ قدسی، اقبال اور شاہ ہمدان ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال کے مشتبہ بہ و مستعار منہ شائع ہوئیں۔ جبکہ انگریزی میں پروفیسر محمد منور ناظم اقبال اکادمی کی معروف کتب

Iqbal: Poet-Philosopher of Islam

ابوالاکادمی کی معروف کتب

کے دو انگریزی اور ایک اردو شارہ اور اقبالیات کا اردو شمارہ پہلی بار شائع ہوا۔ اور اسی طرح اقبال ریڈیو دوبارہ شائع ہوئیں۔

اس بار اقبالیات کے ضمن میں ایک اہم پیش رفت یہ بھی ہوئی کہ پہلی بار بیرون ملک حکومت پاکستان کی طرف سے ایک اقبالی وفد بھی گیا جس میں فرزند اقبال جسٹس ڈاکٹر جا وید اقبال، جس میں پیر محمد کرم شاہ الازہری اور ناظم اقبال اکادمی پروفیسر محمد منور شامل تھے جو حکومت پاکستان کا ایک احسن اقدام تھا۔

میں انہوں نے اقبال فہری اور "اقبال نوازی" میں بھارے ناقص رواییں کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے اقبال کو ایک نئی نوح سے بمحضے کی کاوش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم "کل اقبال" کے بجائے "جزوی اقبال" یہکہ عدد درستے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اقبال کا حلقہ اور غیر جانبدار اد مطالعہ کی جائے۔ ان کی شاعری میں چوتھائی اور نظر ایک چوتھائی اقبال کی خالیں لگ کر قی ہے۔ المذا نظم و نثر کا حلقہ احاطہ کیے بغیر اقبال کے فکری کل کی تفہیم مکن نہیں۔ ڈاکٹر سعد اللہ کلیم کے خیال میں ایسا کام مفارکہ اس میں ہے کہ تحسین و افرین کے ساتھ تنقید کے دروازے تھیں کھے رکھے جائیں۔ وہ کہتے ہیں:

"علام اقبال نے جو کچھ کہا، وہ بھی اہم ہے، مگر جو کچھ انہوں نے نہیں کہا، اور نہ کہتے ہیں کہ گے ہیں، وہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔" (ص ۹)

مصنف نے اقبال کے تشبیہ و استعارہ کے حوالے سے اسی "آن کھے" اور "زیادہ اہم" کا سارا نگانے کی کاوش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: "ہر شعر کے یونچے ایک شاعر ہونا ہے اور ہر شاعر کے تقبیب میں ایک قوم اور ایک معاشرے کا وجود لازمی ہے" (ص ۱۴) انہوں نے شعر سے شاعر اور شاعر سے معاشرے تک رسائی کے یہ مشتبہ بہ اور مستعار منہ کا انتخاب کیا ہے۔ مثلاً عقل بد خشائی اور دیکھ قسمی پتھر۔ طور اور اس کے متعلقات مثلاً وادی سینا، موسیٰ، عصا، فرعون وغیرہ صحراء اور اس کے متعلقات مثلاً گل، ببل، قمری، سندھ، سبزہ وغیرہ (یہ ایک بلی فہم ہے) اس طرح نقائد نے یہ بمحضے کی کوشش کی ہے لگ کسی خاص سخنوم کو ادا کرنے کے لیے علام نے جن مشتبہ بہ اور مستعار منہ کا باخصوص اور کھوتے سے انتخاب کیا ہے، اس کی نہیں کیا محکمات کام کر رہے تھے۔ کیا وجہ ہے کہ بعض کو صرف ایک حد تک بڑنا، پھر چھپوڑ دیا، تلاً ایک عمدہ تک طور اور جلوہ طور بار بار آئے ہیں۔ بچھر کلیم اور عصا کا استعمال بڑھ گیا ہے۔" (ص ۱۵) مصنف کہتے ہیں کہ: "اس سے علام کے فن پر اُن کے فکری و نظری ارتقائے اثرات کا اندازہ بھی ہوتا ہے، اور بعض بڑے دلچسپ انشافات بھی۔" (ص ۱۵) فن کی وساحت سے اقبال کے مجموعی مطالعے کی اس گوشش سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو فارسی کلام میں بعض الفاظ، اور اُن کے متعلقات کے استعمال میں کمی ہیشی، ایک حد تک وقت کے ساتھ ساتھ شاعر کی سوچ کا رخ متعین کرتی ہے۔ مصنف کے مطابق علام نے رثا ب اور اس کے متعلقات کو مشتبہ بہ مستعار منہ کی صورت میں ۴۵۰ بار استعمال کیا ہے۔ ان کے تجربے کی روشنی میں تیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ کثرت استعمال شاعر کے لاشور میں بھی ہوئی کسی خداہش کا مظہر نہیں بلکہ سوانح اقبال اور شاعری کی داخلی شہادتوں کی روشنی میں اس کا مرک صوفی شرعاً کے انداز و اسلوب اور بیرایہ ہائے بیان کا تبعیع ہے۔ اقبال کے فن کے خارجی خدوخال کے ذریعے ان کے انکا زیک رسائی کی یہ گوشش نقید اقبال میں سعد اللہ کلیم کا ایک اجتہاد ہے، اور یہ معلوم ہے کہ اقبال اجتہاد کے زبردست حامی تھے۔

اجتہاد کا ذکر آئے تو قدر قی طور پر ہے، علام کے معروف خطبے

کی طرف جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد خالد سعود نے اس خطبے کا مفصل توضیح دیا

تجزیاتی و تدقیدی مطالعہ "ابوالکائنات صورت اجتہاد" کے عنوان سے کیا ہے۔ اس مطالعے میں اقبال کے پورے خطبات اور ان کے مجموعی افکار زیر بحث آئے ہیں، مگر اصل موضوع دیسیع تذکاری بھی پس منظر میں منتذکہ بالا خطبے کا مطالعہ ہے مصنف کا خیال ہے کہ مسئلہ اجتہاد کوئی نیا مسئلہ نہیں، بلکہ ابتدائی سے موضوع تحقیق رہا ہے۔ اجتہاد کی فکری تحریک شاہ ولی اللہ سے شروع ہو کر شاہ اسماعیل شہید، جمال الدین افغانی اور سر سید احمد خاں سے ہوتی ہوئی اقبال نکل پہنچی اور اجتہاد کے باب میں ان بزرگوں کے نظر بات، فکر اقبال کے پس منظر میں آہمیت رکھتے ہیں۔ دوسرے باب میں ڈاکٹر خالد سعود نے اجتہاد کے معانی و معنایہم (پتنی) رائے نقیس اور عقلیت پسندی (کاتجیری کرتے ہوئے تباہ کر علامہ اقبال نے اجتہاد کے صور پر سے تباہ کی گرد عصاف کی اور اسے دنیا می تصور کے طور پر پیش کرنے ہوئے اس کی قرآنی نیلوں فرمکیں۔ مصنف نے زیر بحث خطبہ اجتہاد کا زمانہ تحریر تعین کرنے میں بھی خاصی کاوش کی ہے۔ ان کے خیال میں یہ خطبہ ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۲ء تک کے عرصے میں تیار کیا گیا، اور تباہی کے مختلف مرحلے میں علامہ اس موضوع پر برابر غور و فکر اور تفکر و تذہب کرتے رہے۔ انہیں موضوع کی نزاکت کا احساس تھا، اس لیے انہوں نے اولیں مسودے پر کئی بار نظر ثانی کی۔ اس خطبے کی تیاری میں علامہ نے قدیم مأخذ و مصادر سے استفادے کے ساتھ جدید علوم اور مستشرقین کی تحریروں کو بھی پیش نگاہ رکھا۔ تیسرا باب کے آخر میں ڈاکٹر خالد سعود نے ایک طرح کا شکوہ کیا ہے کہ علامہ ایک مرحلہ پر پہنچ کر، مذہبی طبقوں کی مخالفت اور چند افراد کی تقدید سے دل برداشتہ ہو گئے، اور اجتہاد کی بات کر خود اعتمادی اور برجستات سے اگے بڑھانے کے بجائے، انہوں نے قدامت پسندی میں رو بارہ پناہ لے لی، اور یوں میدان علی طور پر کم مایہ اور فکری طور پر کم حوصلہ لوگوں کے لیے خالی ہو گی اور اجتہاد کا تصور کوئی پیش رفت نہ کر سکا (ص ۱۰۸)۔ ہمارے خیال میں حضرت علامہ منہبی معاملات میں محتاط روشن کے قابل تھے۔ اپنے تجدیدی ذہنی کے باوصاف وہ روایت سے گھری وابستگی رکھتے تھے۔ لازم واعتدال ان کے مزاج کا خاصاً تھا۔ انہوں نے تجدید کا راستہ اپنے نے سے گریز کی۔ فکری سفریں وہ اس قدر تیز رفتاری کے قابل نہ تھے کہ ساتھ چلنے والے پیچھے رہ جائیں۔ رہنائی قافلہ کی داشمنی یہی ہے، اور اس کی کامیابی بھی اسی میں ہے کہ اہل قافلہ کو ساتھ لے کر چلے خواہ اُسے اپنی رفتار دھیمی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ مصنف نے بعد کے حصوں میں اقبال کے تصور اجتہاد کے اُن ہمپوؤں کا جائز دیا ہے، جن کا تعلق اجتہاد کی تعریف سے ہے۔ آخری دو ابواب میں اجتہاد کی شرائط و مصادر اور اجتہادات اقبال سے بحث کی ہے۔ اس پوری بحث سے ڈاکٹر خالد سعود نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اقبال کے نزدیک اجتہاد کا اصول ہر زمانے میں کار فرما رہا ہے دینی مسائل میں تحقیق و اجتہاد کے دروازے ہر سماں کے یہ گھٹے ہیں بشرطیکہ چند شرائط پوری کردی جائیں۔ اجتہاد نے ملت اسلامیہ کو ہمیشہ ہر زمانے کا، ہم عصر رہنے میں مدد دی ہے۔ (ص ۲۳۷)

علامہ کے مقابلہ اجتہاد کی تفصیل و تجزیے کی پہنچش قابل قدر ہے۔ ڈاکٹر خالد سعود عربی سے واقف ہیں۔ تحلیل و تدقید کی مغربی نسبت، اس جائزے میں نمایاں ہے۔ خطبات اقبال کے تفصیلی مطالعے کی نسروت کر، یہ

کتاب جزوی طرد پر پراکرتی ہے؛ جیشیت مجھوںی مصنف نے راست فکری سے انحراف نہیں کیا۔

اس برس اقبال انسٹی ٹیوٹ سری گرفتے جدیدیت اور اقبال کے نام سے، اس مرضی پر اپنے ان منعقدہ ایک یہمنار کے کے دس مقالات پر مشتمل مجموعہ شائع کیا ہے۔ "جدیدیت" کو Modernity کے ترجمے کے طور پر افتخار کیا گیا ہے۔ مگر یہ اصطلاح ایسی ہے جس کا جنمی مفہوم متعدد کرتا مشکل ہے، اور تقریباً بھی مقالہ نگار اس مشکل سے دوچار نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر شکیل الرحمن کے نزدیک یہ ایک پریشان کن اصطلاح ہے۔ پروفیسر آم احمد مردود کے خیال میں جدیدیت ایک بڑت ہزار شیوه ہے۔ اس کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس میں کوئی خط مستقیم نہیں ہے، بلکہ بہت سے انحراف ہوتے ہیں (ص ۷) انہوں نے ادب میں جدیدیت کے بعض اہم میلانات (درمانی تحریک۔ علمیت پرستی۔ حقیقت پرستی۔ دلیوالا اور اساطیر کی معنویت کی ازسر نور دریافت۔ اپنی ذات کے عرفان کا مسئلہ) کے حوالے سے اقبال کی جدیدیت پر سری نظر ڈالی ہے۔ مرودر صاحب سمجھتے ہیں کہ تیسرا دنیا کو جدید ہونے کے لیے مغرب کا راستہ چھوڑ کر بحراں اقبال اپنے من میں ڈرب جانے کی ضرورت ہے، کیونکہ بحوالہ اقبال مراجعِ زندگی اسی صورت ہاتھ پر گار البتہ مغرب کے علم و حکمت سے بہرہ وہ ہو کر پُر سوز عقلیت کا چڑاغ بھی روشن کرنا ضروری ہے۔ پروفیسر جلگن ناٹھ آزاد نے "اقبال کی معنویت" کے زیرِ عنوان اقبال کی جدیدیت کا سراج اس امر میں لگایا ہے کہ اقبال کا تعلق اپنے ہمدرکے ساتھ ایک باعثِ وقت کا تعلق تھا، اور اسی لیے پروفیسر آزاد کے نزدیک ادب کی ترقی پسند تحریک ابتداء سے انتہا تک ٹیک رہا اقبال اور پرمیم چند کے فکر و فن کی مربوں میں منت ہے۔ ان کے خیال میں اقبال کے خطبات بھی اپنے زمانے کی مردمیہ فکر سے بغاوت پر مبنی ہیں۔ اسی طرح مغربی تہذیب کی مدداری کے عمد میں اقبال نے مغربی سامراج پر بھرپور وارکیا۔ جلگن ناٹھ آزاد کے مضمون کی ایکان بہت اچھی ہے، مگر آخری حصہ تشریف ہے جہاں انہوں نے اپنے ہی ایک مضمون کا اقتباس دے کر موضوع کو بڑی عجلت میں سمیٹ دیا ہے۔ کبیر احمد جائی نے جدیدیت کی تمسک الرحمن فاروقی اور ڈاکٹر وہید اختر کی تعریف کی روشنی میں، اقبال کی جدیدیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اقبال نے اپنے ہمدرکی زندگی کا جس طرح سامنا کی، اور اس کے تمام خطرات و امکانات کے ساتھ جس طرح بردا دہ جدیدیت کے بغیر ملکن ہاتھا۔ جائی کہتی ہیں کہ جدیدیت کی جو بھی تعریف کی جائے، جدیدیت کے بارے میں اقبال کا روپیہ ثابت ہی نکلے گا۔ ان کے کلام میں یہ وصف بد رجہ، اتم موجود ہے کہ وہ زندگی کے ساتھ بہت دوڑک چل سکتا ہے۔ (ص ۱۶) اور یہی وصف، اقبال کی جدیدیت ہے۔ — ڈاکٹر مشیر المحتی نے اقبال کی جدیدیت کو، ان کے سیاسی فکر میں عصریت کے حولے سے تلاش کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اقبال ایسے مادرن سلم منکر ہیں جو ماضی سے رشتہ زبرقرار رکھتے ہوئے مستقبل کی خاطر، حال کو سوارنے کے لیے فکر مند نظر آتے ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ تقسیم ہند کے حابیوں نے اپنے دعوے میں زور پیدا کرنے کے لیے اقبال کا سہا را یا، اور انہیں تقسیم کا ہیر دینا دیا، حالانکہ ان کے خطبہ اللہ آباد میں بحوزہ مسلم صوبے کو دوسرے صوبوں کی طرح آزاد و فاقی ہندوستان ہی کا ایک صوریہ بننا نکھا (ص ۲۵)۔ آگے حل کر

ڈاکٹر مشیر الحق نے قائدِ اعظم کے نام علامہ کے خطوط کا مطالعہ "وقت کے حالات کے سیاق و سبق میں بہت احتیاط" سے کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ان خطوط میں ایک علیحدہ سلم ریاست کے خدوخال بہت واضح نظر آتے ہیں۔ مگر مصنف کے خیال میں یہ "سیاسی حالات کا رباو" تھا۔ اقبال کی فکر، آخری عمر کے چند خطوط پر منحصر نہیں ہو سکتی۔ ان خطوط میں پیش کردہ اقبال کے موقف کو "ایک سیاسی حربہ" سمجھنا چاہیے یا "زیادہ سے زیادہ مول بھاؤ کرنے" کی ایک کوشش (ص ۵۶)

نقیم کے بارے میں ڈاکٹر مشیر الحق کو اپنے موقف پر قائم رہنے کا پورا حق ہے، مگر یہاں وہ شاید بڑے خلوص کے ساتھ انہدم اقبال کی معصوم حکمت کے متنکب ہوتے ہیں۔ وہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان خطوط میں اقبال نے سورے بازی کے لیے ایک چالاک دعیار سیاست دان کا موقف اپایا۔ شاید ڈاکٹر مشیر الحق نادائقٹ ہیں کہ اقبال "مول بھاؤ" کا مزارج نہ رکھتے تھے اور سیاسی حربوں سے نفور تھے، وہ ایک صاف گورنر کھرے شخص تھے۔ خطوط میں دکھاوانہیں، دلی موقف کا اظہار ہے۔ کسی مفکر کی آخری تحریروں کو رد کر کے، ماقبل افکار کو بنیاد بنانے کی منطق تسلیم کر لی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ اقبال کا وسیع تر تصریح ملت تو محض شہرت و مقبولیت حاصل کرنے کا ایک وقتنی حربہ تھا، اصل میں تو وہ وطن پرست تھے۔ (تلہ ہندی، نیاشوالہ)۔ یہ الٹی زقدہ ہے، اور الٹی زقدہ ہمیشہ خطرناک ہوتی ہے۔ — دیگر مقام نگاروں میں مفتی جلال الدین، حامدی کاشمیری، محمد یوسف ٹینگ اور ڈاکٹر اصف نعیم شامل ہیں۔ بعض مقالہ نگاروں کے خیال میں اقبال کی جدیدیت نے شعری زبان کرنے محاورے سے روشناس کرایا اجس کے نتیجے میں اردو میں اعلیٰ شاعری کے وہ امکانات پیدا ہوئے جو بعض معاصر شاعر کے ہاں منعکس ہیں۔ اس پر بھی متفق ہیں کہ جدیدیت جن تنوع و رحمانات اور گونگوں میلانات سے تشکیل پذیر ہوتی ہے، وہ سب رحمانات و میلانات اقبال کے ہاں نظر آتے ہیں۔ اقبال روحِ عصر کے نزدِ حمان ہیں، اور ان کا اُفاقتی لمبہ اور انسانیت کے لیے ان کا پا سداری کا رویہ انہیں جدیدیت کا علمبردارہ بناتا ہے۔ — اس مجموعے کے پیش لفظ میں اس کے مرتب پروفیسر اُل احمد سرور نے ان مقالات کی اشاعت کو اقبال شناسی، اور اقبال کے ذریعے خود شناسی اور عالم شناسی کا ایک سلسلہ قرار دیا ہے۔ اقبال اُسٹی ٹیوٹ کی یہ کاوش، تنقید اقبال کو بعض نئے مرضیوں کا راستہ دکھاتے ہوئے اس کے چھات و اطراف کو وسعت دینے کا ایک مثبت اقدام ہے۔ — اس مجموعے میں سابق روایات کے بر عکس سینہار کے مقالات پر محض کا خلاصہ نہیں دیا گیا، ایندہ ایڈ لیشن میں اس کی کا ازالہ ہونا چاہیے۔

ہندوستان ہی سے ایک اور کتاب "محترم وطن اقبال" کے نام سے شائع ہوتی ہے۔ اس کا پہلا ایڈ لیشن ۱۹۸۲ء میں "اقبال اور قومی یک جمیت" کے نام سے ایک کنپکے کی صورت میں چھپا تھا۔ یہ کتاب سید مظفر حسین برلنی (گورنر ہر باد) کے بھجوپال یونیورسٹی میں دیے گئے ایک توسعی خلیج پرمیتی تھا۔ نظر ثانی میں معتقدہ اضافے کے گئے ہیں، اور نام بھی بدیل دیا گیا ہے۔ اس معیار سے اسے ایک نئی کتاب ہی سمجھنا چاہیے۔ دیا چھے میں مصنف نے بتایا ہے کہ انہوں نے اقبال کے بارے میں غلط فہمیوں کے گرد وغیرہ "کو دور کر کے" ہندوستان کے ادبی ذکری ماحول میں اقبال کو Re-instate کیا ہے۔

یا کرنے کی ایک دیانت دارانہ "گوشش" ہے — برلنی صاحب نے مادر وطن سے اقبال کی محبت، فرقہ دارانہ نا اتفاقی پر ان کے غم و اندرونی، نظریہ قوم پرستی سے بیزاری کے بعد اسلامی وطنیت کی طرف ان کی مراجعت، اقبال کے ہن حب وطن کے عناصر، ہندوستانی فلسفے کے اگرے مطالعے اور اقبال کے فلسفہ عمل پر بحکومت گینٹ کے اثرات، بعض ہندوستانیوں، مفکروں اور شخصیات کی غلطت کے اعتراف، نیز ہندوستان کی علمی پر اقبال کے رنج و کرب پر ان کی شاعری سے استشمار کیا ہے۔ اور بعض ہندو اور سکھ شخصیات سے اقبال کے بھی مرام کا بھی ذکر کیا ہے۔

برلنی صاحب کا یہ کہنا تو بجا ہے کہ "حب وطن اور وطن پرستی در الگ چیزیں ہیں۔ اقبال مطنیت کا بت نہیں بناتے۔ ان ہنسنیوں میں وہ وطن پرست نہ ہوں، لیکن ان کا محبت وطن ہونا شک و شیر سے بالا تر ہے۔" (ص ۱۲۹) یہی کسی ان کے بعض بیانات غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ مثلاً "اسلامی وطنیت" کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

"وہ ایک ایسے ہیں الاقوامی نظام کے متلاشی ہوتے، جو بلند اور شریف از اقدار پر مبنی ہو۔ انہوں نے سوچا کہ اس نئے سماجی نظام کے لیے اسلام ایک خاک پیش کرتا ہے، مگر حالات اب یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ امید بھی پر فریب تھی۔ اقبال دیکھنے کے لیے زندہ ہوتے، تو انکی یہ امید کہ ساری انسانیت اسلام کے نام پر متحدر ہو سکتی ہے، ہمارے زمانے میں مسلسل جاری رہنے والی ایران عراق جنگ سے ہی پارہ پارہ ہو گئی ہوتی ہے۔" (ص ۰۷)

ہمارا خیال ہے کہ یہاں برلنی صاحب نے صورت حال کو بہت بھی ظاہری اور سطح ہیں نظرؤں سے دیکھا ہے اور نتیجہ اخذ کرنے میں بہت عجلت دکھائی ہے مانہیں یہ توتیلیم کرنے میں کوئی تامل نہیں ہو گا کہ اسلام سماجی نظام کا جو خاک پیش کرتا ہے، اس میں پست و بالا اور ذات پات کی وہ تفریق کسی ادنیٰ دربے میں بھی نہیں ملتی، جس کی نہایت تخلیف وہ مثالوں سے روشن خیالی کے اس دور میں ہندوستان کا موجودہ سیکور سماج کراہ رہا ہے۔ پاکستان میں ہر چند کوئی مثالی اسلامی سماجی نظام موجود نہیں ہے، لیکن بعض مندوہ کی بنا پر آج تک کسی ہندو بلکہ کسی بھی غیر مسلم کا بال تک بیکا نہیں ہوا۔ مگر ہندوستان کے غیر مندہ بھی سیکور سماج میں ان انسانیں برسوں میں مختلف پیلووں سے کمالوں پر کیا کچھ میتے ہے، اور خود ہندوؤں میں ہر تجھوں پر کیا کچھ بیت رہی ہے، اس سے محروم برلنی صاحب ہم سے کہیں زیادہ واقف ہوں گے — ایران عراق جنگ بلا کثیر امت مسلمہ کے لیے ایک ایسے سے کم نہیں، لیکن اسلام کی بنیاد پر ایک بیش افقی اسلامی نظام کی طرف پیش رفت میں ایسی رکاوٹیں ہیچیش عارضی ہوتی ہیں۔ اگر آپ کلی کوچے میں دو افراد کو باہم دست دگریباں دیکھ کر انسان سے مایوسی کا اعلان کر دیں اور اس کے ستقبل کو تاریک اور سیاہ قرار دے سے ڈالیں تو کیا یہ رؤیہ قرآن پر موعنگ و دلنش مندی ہو گا؟ — مصنف نے اگرچہ چل کر "اقبال اور پاکستان" کے زیر عنوان سات

مفہمات کی مختصر اور تشریف بحث سے یہ تیجہ اخذ کریے کہ: "یہ بات ساف ظاہر ہے کہ پاکستان جس شکل میں وجود میں آیا، وہ اس کے مطلقاً حامی نہ تھے۔" اس موضوع پر برلنی صاحب نے کچھ خاص کاوش نہیں کی جس Statement کافی نہیں۔ بعض دیگر بھارتی مصنفین اس موضوع پر جہاں تک کاوش کر چکے ہیں، برلنی صاحب وہاں سے بات آگے بڑھتے تو ایک بات تھی — ان کی موجودہ بحث پر کچھ کہتے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کتاب پر ایک مجموعی نظر ڈالیں تو سید مظفر حبیب برلنی کے ہاں اقبال سے ایک لگاؤ اور عقیدت کا جذبہ لنظر آتا ہے۔ بعض درسے ہندوستانی مصنفین کے بر عکس اختلافی مسائل پر ان کا نقطہ نظر خاصاً متوازن، لب و لمحہ تین و سیخہ اور انداز سمجھا ہوا ہے۔ "محب وطن اقبال" اقبالیات میں خیر مقدم کے لائق ہے۔ توقع ہے وہ اپنی تین دیگر اقبالی تصانیف بھی مکمل کر کے جلد منتظر عام پرے آئیں گے۔

ہمارے اقبالی مصنفین میں ڈاکٹر محمد ریاض کا نام نمایاں ہے۔ وہ اقبالیاتی موضوعات پر تکھنے والوں میں یقیناً سرہرہ ہیں۔ اقبالیات پر ان کی ۶۰ کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اس بہس دونی کتابیں اُنی ہیں اور جچہ زیر اشاعت کتابیں آئندہ ایک دوسرے سوں میں منتظر عام پر آنے والی ہیں۔ "افارات اقبال" ان کے بیش غقیدی مقالات کا مجموعہ ہے۔ "اقبال کی فارسی شاعری" سید محمد علی دائی الاسلام کے فارسی مقالے کا ترجمہ ہے۔ مصنف نے بعض نئے اور نادر موضوعات پر قلم الٹھایا۔ مثلاً: علامہ اقبال کا عسکری آہنگ تازہ تازہ، نویہ نو ترکیب اقبال۔ اسناف سخن میں اقبال کی صدیں وغیرہ۔ بعض مقالات کے آخر میں دری جانے والی فہارس کتابیات سے ڈاکٹر ریاض کے وسیع مطالعہ اور عربی، فارسی اور انگلیزی مصادر پر ان کی دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔ اقبال کی اردو اور فارسی شاعری پر ان کا استحضار لائی ترک ہے، اور وہ اس کا خوب خوب فائدہ الٹھاتے ہیں۔ یہ مقالات بیشتر صد تریں میں ترجمی اور تشریکی ہیں۔ طالب علمانہ اہمیت کے علاوہ اقبال کے عمومی قاریین کے لیے بھی ان کی افادیت ترک و بشے سے بالا ہے۔ "پروفیسر عزیزاً حمد کی اقبال شناسی" میں ان کے مجموعہ مقالات کے ضمن میں یہ وضاحت ضروری تھی کہ طاہر تونسوی کے مرتباً اس مجموعے کے ایک مضمون "اقبال کی آفاتیت کا سلسلہ" کے مسنف ڈاکٹر شمس الدین صدیقی ہیں۔ یہ وضاحت "ماہ نہ" دسمبر ۱۹۷۳ء میں ملتی ہے۔ پیش گفتار میں پروفیسر حبیم سخن شاہین نے بجا طور پر اقبالیات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے زیر نظر مجموعے کا خیر مقدم کیا ہے بالیغین اقبال شناسی میں ان عالمانہ مقالات سے مدد ملے گی۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک اور کام پروفیسر ایجی میری شمل کی مراد کتاب کا Gabriel's Wing اردو ترجمہ ہے، جو اسی برس "شہپر جہربل" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ مخدے یہی مترجم لکھتے ہیں: "ترجمے کے سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ میں متن کو سامنے رکھ کر قلم برد اشستہ ترجمہ لکھتا گی۔ زمیندار ارائی کی ہے نیپاک نویسی" — عبارت ارائی کی ترجمے میں گنجائیں ہوتی ہے، اور نہ مترجم سے اس کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ ترجمہ صحیح ہونا ضروری ہے جو اس قلم

برداشتہ کیا گیا ہو، خواہ سپھ بچار اور خود رخون کے بعد سپر قلم کیا گیا ہو۔ — ترجمہ نگاری ایک فن ہے اور کسی مترجم کے بیانے ترجمے کے اصولوں اور اس کی مبادیات سے ناداقیت یا عمدًا صرف نظرگرا ہی پر منتج ہو سکتی ہے۔ — ذکر محدث ریاض نے ایک نامور معاصر تشریف کی معروف تصنیف کوارڈ کار و پ دینکل کوشش کی ہے، ہمارے خالیں اسے ترجمے کے بحثے ترجمائی کہا جائے ترزیادہ مناسب ہو گا۔ ہمیں یہ کام مایوس کرتا ہے۔ مفصل جائزے کا مرتع نہیں۔ پسے ہی باب کی چند مثالوں کی روشنی میں ترجمے کے معیار کا اندازہ ہو سکے گا۔

یورپ میں اس صدی کا آغاز اُس

وقت ہوا

In Europe, it means the beginning of new era.

بہر طور اکبر اور اس کے مشیروں کی مندوہی پالیسی
However the religious policy of Akbar
and his intimates was sharply
criticized by the orthodox
کو سلفی عقیدہ والے سماںوں نے ہمیشہ
طعن و تشویع اور تنقید کا نشانہ بنایا ہے

Other Sufi orders from the
Western Islamic World

جمهور سماںوں کے رد عمل کو شیعہ احمد سرہندی
نے مُؤثر صورت میں پیش کیا ہے

The Orthodox protest was personified in the
person of Ahmad Sirhindi

عالمِ اسلام کے کئی درسے سرفراز
صلیل صوفیا کے ان سب سلاسل کے درمیان
ایضاً میں بڑی یکجانگت اور مفاہمت رہی
مگر تناخود درمیں ان کے درمیان حسد اور
بغض کے احساسات بھی نمودار ہونے
یکجگہ تھے۔
The relations between the different
orders were very friendly, and
jealousy and rivalry between them
belong only to a later period.

ان مثالوں سے واضح ہو گا کہ ترجمہ جس وقت نظر اور تامل کا تعاشر کرتا ہے، مترجم نے اس سے عرف نظر کیا ہے
ترجمے میں قلم برداشتہ رہنے کے نتیجے میں ترجمہ ناقص ہے اور کہیں کہیں غلط بھی۔ — مترجم نے orthodox

کافر جمہر ایک جگہ "سلفی عقیدہ والے مسلمان" دوسری جگہ " صالح مسلمان" اور تیسرا جگہ "جھسوں مسلمان" کیا ہے۔ ایک جگہ تن میں شیخ احمد سہوتی کے عقیدت مندوں کے لیے admirers کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ متزہم نے اس کا ترجمہ "جھسوں مسلمان" کر دیا ہے — ایک اور مقام پر orthodoxy کا اردو مترادف "مسلمان" لکھا ہے (ص ۲۰-۲۱)۔ متزہم نے ردِ احمدی کی اس روشن کاظمیہ کی پہلوں سے کیا ہے، مثلاً: پیش گفتار میں دو مقامات پر بعض جملوں کا ترجمہ حذف کر دیا ہے، جو متزہم کے لفظوں: "غیر ضروری تھا" (حاشیہ ص ۱۱) بعض مقامات پر تو سین میں کچھ اضافے کے میں مگر اس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ متن کا حصہ نہیں — اصل کتاب کے حواشی میں حسب دلخواہ قطعہ درجید کرتے ہوئے انہیں مختصر کر دیا اور کہیں حواشی کی تفصیل بھی کر دی یہ سب کچھ انہوں نے راستہ کیا اور غالباً وہ ایسی تبدیلیوں میں کرنی ہو جن نہیں بکھرے۔ مقدمے میں لکھتے ہیں: "جرمن اور فرانسیسی زبانوں کی کتابوں، اور رسالوں کے حوالے خذف کر دیے، اور کہیں کہیں حواشی متن میں آگئے، اور کہیں اس کے بعد متن حلشیے میں چلا گیا۔" (ص ۱) ایسے تصرفات کتنی ہی نیک نیتی اور عصومیت کے ساتھ کبیوں نہ بکھرے جائیں، ہمارے خالی میں تحریفات کے ذیل میں آتھے میں، اور لیکہ متزہم کو اصل متن میں کسی اونٹ تحریف کا بھی حق نہیں ہے۔ اس پلے زیرِ نظر کتاب کو شامل کی تصنیف کا ترجمہ نہیں، بلکہ ترجمہ نہایت زحمانی کتنا مناسب ہو گا۔

ترجمے کا ذکر چل رہا ہے، تو Gabriel's wing کی طرح ایک اور اہم کتاب "زندہ روڈ" (دوم) کے فارسی ترجمے "جا میدانِ اقبال" کا ذکر بھی نہیں ہو جائے، جسے اقبال اکادمی پاکستان نے شائع کیا ہے۔ یہ ترجمہ خانم رکر شہیں دخت مقدم کی اقبال شناسی اور پاکستان دوستی کا یمسراشان ہے۔ اس سے پہلے وہ اور "زندہ روڈ" کے پہلے حصے کا ترجمہ اور نگاہی بہ پاکستان" کا ترجمہ شائع کر چکی ہے۔ "زندہ روڈ" اقبالیات کی بنیادی کتابوں میں سے ہے اور اقبالیات اردو میں کسی کتاب کو فارسی زبان میں منتقل کرنے کے لیے "زندہ روڈ" سے بہتر شاید بھی کوئی کتاب ہو۔ خانم دکتر نے اس کام کا آغاز زبانی شوق و تشویق سے کیا تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے کہی بار پاکستان کا سفر بھی اختیار کیا، اور خاص اس ترجمے کی تبلیغ کے لیے کہی کہی ماہ شہر اقبال (لاہور) میں قیام کیا۔ انہوں نے محض کتاب کے ترجمے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حسب موقع ضروری حواشی و تعلیقات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ یوں انہوں نے مراجعت کے ساتھ صراحت ووضاحت کا فرضیہ بھی انجام دیا ہے: حس کے بغیر، مندی پس نظر سے ناراقف قارئیں کے پلے بعض امور کو بھتنا شاید اسان نہ ہونا۔ یہ کام محنت اور لگن سے انجام دیا گیا ہے۔

ایسی کاوشوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایران، اقبال کا مدارج سے، اور اس اغفار سے محنون و متشکر بھی کہ ایران کے مالیہ انقلاب پر خود ایرانیوں کے اعتراف کے مطابق فکر اقبال کے گھر سے اثرات ہے۔ اور اسی اعتراف کے قابل میں وہاں اقبالیات فارسی کی روایت آگے بڑھ رہی ہے جگہ ایران کے محکمہ تعلیم نے "اقبال لاہوری درکتاب" جدے

درستی جمہوری اسلامی ایران“ کے عہدے سائز پر ایک ۲۷ صفحاتی کتاب پچھہ شائع کیا ہے جس کی پہلی نظم کا آخری شعر ہے

مرگ را در حضرتِ اقبال ہرگز راہ نیست

تازہ بانِ فارسی زندہ است اور کم زندہ است

یہ کتاب اقبال کے ان اشعار و منظومات کے متن اور ان کے بارے میں نشری اس باق پر مشتمل ہے جو ایران کی نصابی کتابوں میں شامل ہیں۔ دیباچہ نگار جناب غلام علی حداد عادل کے بقول نیر نظرِ محمود آثارِ اقبال لاهوری نشانہ این است کہ آمالِ اقبال در ایران کنوبی تحقیق یافتہ است۔ (اس بات کی علامت ہے کہ اقبال کی آرزوئیں ایران میں پوری طرح حقیقت بن گئی ہیں۔) کتاب پر میں شامل اشعار، متعلیمین کو تقلیلِ غرب سے آزاد اور سے

اے اسیرِ زندگ، پاک از زندگ شو

مومنِ خود، کافرِ از زندگ شو

ہونے کی دعوت دیتے ہیں، اور:

از خوابِ گران، خوابِ گران، خوابِ گران خیز

کے بعد: ۸

خیزِ نقشِ عالم دیگر بنہ — کی تلقین کرتے ہیں

”اقبال، کشش اور گریز“ چید را بادر دکن کے معروف عالم اور اقبال شناسِ مرحوم پروفیسر عالم خونہ میری کے منتخب مخلات کا مجموعہ ہے۔ وہ جامعہ علمائیہ میں شعبہِ فلسفہ کے صدر رہے۔ ذاکرِ بیٹ کے لیے ان کا تحقیقی سفالہ ”اقبال کا تصورِ زمان و مکان“ کے موضوع پر تھا۔ زیرِ نظر مقالات میں زیادہ تر زمان و مکان، تقدیر اور وقت اور انسانی تشخصیت کے پہلو زیرِ بحث آئے ہیں۔ ذاکرِ عالم خونہ میری کا خیال ہے کہ اقبال ایشیائی شاعری کا پہلا مفکر ہے، جس نے انتہائی بخیگی کے ساتھ زمان و مکان کو اپنی شاعرانہ فکر کا موضوع بنایا، ان کے بقول: ”اقبال کا شمار ان منہ ہی منکر ثانی عروں میں کیا جانا چاہیے، جنہوں نے اپنے گھرے شعورِ زمان کے دیلے سے، زمان اور لانعماں، اور تغیر اور دوام کراں علی تر تحقیقت کے کشف میں سر بوط کرنے کی کوشش کی۔“ (ص ۳۶) ہمارے بعض ناقیدین اقبال کے ہاں بعض تضادات کا ذکر کرتے ہیں۔ ذاکرِ عالم خونہ میری کا خیال ہے کہ یہ تضاد اس وقت نظر آتا ہے جب ہم فکر اقبال کے کسی ایک جزو کو دوسرے جزو سے انکے کر لیں۔ گل اقبال کو پیشِ نظر کھیں تو بھن ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اقبال کا شاعرانہ جنس

تدریجی طور پر اپنے آپ کو منکشf کرتا ہے م اپنے مضمون، ”اقبال کی نظر میں انسانی تقدیر اور وقت“ میں وہ بتاتے ہیں کہ اقبال بیسویں صدی کی ”ستند آواز“ ہے، اور ایک اعتبار سے ان بیوپی منکرین کی طرح ہے جو کے لیے سب سے اکم مشغله انسان کی تقدیر کو بدنا تھا: ”یکن بیسویں صدی کے اس آخری دور میں حس ذاتی یہ پوچھ سکتے ہے کس کے

بس میں ہے کہ انسان کی تقدیر ہے؟ لیکن اس غلطیم بایوسی میں اقبال کی یہ صدا "یہ دن بخند آور، اے ہمت مردانہ حق پسندوں کو شہادت کے لیے اساتی ہے۔" (ص ۴۰) ڈاکٹر عالم خوند میری کی رائے میں انسان، وقت اور تقدیر کا آپس میں گمرا تعلق ہے انسانی شخصیت اور وقت وقت ساتھ ساتھ چلتے ہیں، اور تقدیر وقت کے نظام کے باہر نہیں، بلکہ وقت کے نظام ہی میں حاصل ہوتی ہے (ص ۲۶) ان کے خیال میں اقبال کی حصیرت اس اہم انکشاف میں پہنماں ہے کہ وہ انسان کے کردار و عمل میں تبدیلی کرتا۔ یعنی تبدیلی سمجھتے ہیں (ص ۲۷) مرحوم کے قریبی رفیق محمد ظہیر الدین، پیش لفظ میں لکھتے ہیں: عالم خوند میری "کی ہربات، ان کے مطالعہ کی وسعت، فکر کی گہرائی و ندرت، ہیکمانہ نظر اور عارف کی یافت کی گواہی دینی ہے — یہی بات ان کے زیر نظر مقالات کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے — ان مقالات میں عمر بھر کا تعمق و تفکر، فلسفیاد نظر اور مسائل پر سوچنے اور تذہب کرنے والا ذہن کا فرمان نظر آتا ہے۔ بلاشبہ؛ اقبال کے معروضی مطالعہ کو اگر بڑھانے کے لیے ان مضامین کو بڑی اہمیت حاصل ہوگی۔ (حلیل اللہ حسینی)

جا بر علی سید کا مجموعہ "اقبال، ایک مطالعہ" بزم اقبال لاہوری کی طرف سے ان کے وفات کے بعد شائع ہوا۔ اقبال پر ان کا ایک مجموعہ مقالات (اقبال کا فنی ارتقا) پہلے شائع ہوا تھا۔ وہ ان تقاضوں میں سے تھے جن کا تقدیری سریا پر مقامت کہتا، مگر رطب دیا بس سے پاک ہے، اور ایک توازن وقار اور بھیراؤ کی کیفیت یہے ہوئے ہے۔ ۱۸ صفحات پر مشتمل "اقبال اور فطرت" مجموعے کا پہلا اور طویل ترین مقالہ ہے۔ اس موضوع پر کہی اقبالی تقاضوں نے قلم اٹھایا ہے، مگر سید صاحب کا مطالعہ منفرد ہے اور غمیق لھی۔ انہوں نے اقبال کی فطرت زگاری کے پس منظر کا سرائے لگاتے ہوئے، اور دو کی کلائیکی شاعری میں فطرت کے باب میں ہمارے شعر کے رویوں اور اٹھارہویں اور ایمسوں صدی کی انحریروی نیجریل پوئیسٹری کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ "بانگ درا" کے ابتدائی دور میں رومانوی طرزِ احساس رکھنے والے اگریزی شاعروں سے اقبال نے گھر تاثر قبول کیا۔ اسکے ہاں در ڈز ورنھ کے نظر پر فطرت کی بازگشت سب سے زیادہ ہے۔ مجموعی طور پر یورپ کی ۱۹ویں صدی ہی اقبال کے فکر و تخلیق کے لیے ایک ایسا چشم تھا جو ہر لمحہ روان روان رہتا تھا، اور اقبال کی تشنہ کامی کے لیے ایک مستقل ذریعہ تسلیم ہے اس مفصل جائزے میں جابر علی سید نے بعض منظومات کے پس منظومیں اقبال کی ذہنی کیفیات سے بحث کی ہے، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ اورینٹل کالج لاہور کے نہاد معلمی میں وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکہ جاتا چاہتے تھے، لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ "بانگ درا" کی فظیں "کل زنگیں" اور "اگل پر مردہ" اسی ذہنی کیفیات کی پیداوار ہیں۔ فطرت کے باب میں اقبال کے رویے کو اجاگر کرنے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ اقبال فطرت سے مخصوص اغلقت نتائج اخذ کر تھے۔ Deism کی بنیادی ضرورت کو پورا کرتے ہیں جابر علی سید نے قدرتے تفصیل کے ساتھ اقبال کے ہاں استعمال شدہ بعض الفاظ، مثلاً قدرت، فطرت، جات اور بزم ہستی وغیرہ کے بدلتے ہوئے ان معنوں کی عقدہ کشائی کی ہے جو: "اب تک اقباپیات میں نایاں نہیں ہو سکے تھے" "اقبال اور تغزل" پر مقابلے کا آغاز اس

جسے سے ہوتا ہے: "اقبال نے غزل اور تغزل کو صاف لفظوں میں مسترد کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اقبال کی بہت سی غزلیں ہدایت کے اعتبار سے نوغزل ہیں، مگر مضمومین کی نوعیت سے وہ نزدیکی نہیں۔ اسی طرح ایسے اشعار جن میں مطہرین کا لمحہ ہے یا اخلاقی اور مندہبی تصورات کو ضرورت سے زیادہ بلند بانگ اور ^{harsh} ساختا کر پیش کیا گیا ہے۔ غزل میں شامل نہیں ہو سکتے۔ — سید صاحب کی اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اقبال نبیادی طور پر غزل گوشا نہیں، اصلان سے روایتی اصناف، اسالیب، مضمومین، صفتیات اور زبان کا تھا ضاکر نا غلط ہو گا، البتہ بعض اشعار اور غزل میں ایک خاص طرزِ احساس کے حامل ہیں اور "بانگ در" کی غزلیں ایک خاص الفارقیت رکھتی ہیں۔ — ایک اور مقامے میں جابر علی سید نے "قطعہ رباعی تبازع" کے ذریعہ عنوان اقبال کی مبینہ رباعیوں کو قطعات قرار دیا ہے۔ ان کے خیال میں اقبال کا تصور رباعی مخصوص ان کی قلندرانہ بے نیازی پر مبنی ہے۔ اگر اہل عروض قطعہ اور رباعی کا اختیار تفصیل سے ان کے سامنے کر دیتے تو وہ اسے تسلیم کر لیتے اور رباعیات با اطہر کی غلط فہمی پر صاد کرتے کیونکہ وہ بڑے الفاظ پسند تھے۔ جابر علی سید مرحوم کے عالمی ادبیات کے ویسیح مطالعہ، متوازن اور پنجھنہ تنقیدی شور اور بالغ نظری کی بنیاد پر اس محبوسے کو اقبالیات ۱۹۸۵ء میں ایک وقیع جیشیت حاصل ہوگی۔

میرزا ادیب کی پہچان میavarی طور پر افسانوی ادب کے حوالے سے بتتی ہے، مگر انہوں نے ادب کے بعض دوسرے شعبوں اور اصناف مثلاً آپ بیتی، خاکر، سفر نامہ، ادبی تنقید اور پچوں کے ادب وغیرہ میں بھی اپنی خلائقی کے جو ہر دکھائے ہیں۔ اس درس اقبالیات پر بھی ان کا ایک مجموعہ مقالات بعنوان "مطالعہ اقبال کے چند پبلو" شائع ہوا ہے میرزا صاحب نے اقبالیات کے پامال موضوعات سے قطع نظر کرتے ہوئے ایسے عنوانات پر قلم اٹھایا ہے، جو تنقید اقبال میں نسبتاً نئے ہیں، یا پھر ان پر بہت ہی کم لکھا گیا ہے۔ مثلاً علامہ اقبال کا ایک مشاہی شہر۔ علامہ اقبال اور کمر شہرتاً تاب۔ — علامہ اقبال کی حکایات۔ — علامہ اقبال کی دعائیں وغیرہ

پہلے مقامے بعنوان: "علامہ اقبال پچوں کے لیے"۔ میں مصنف نے پچوں کے لیے لمحی جانے والی علامہ کی منظومات کے تذکرے اور محسن و خوبیوں کے بیان ہی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ "بانگ در" کی بعض دیگر نظموں "عہدِ طفلی"، "طفل شیرخوار" اور "بچہ اور شمع" کے حوالے سے (اور یہ نظیں پچوں کے لیے نہیں میں) پچوں کے بارے میں اقبال کے خیالات و نظریات کا ذکر کیا ہے۔ "طفل شیرخوار" کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ اس میں شاعر نے ایک ایسا روایہ اختیار کیا ہے جو حقیقت سے توہر گز متفاوت نہیں ہے، مگر اس کا ذکر ہماری شاعری میں علامہ سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ — اسی مضمون میں اگرے چل کر میرزا صاحب بتاتے ہیں کہ علامہ کے ہاں پچے کا تصور ایک ارضی پچے کے تصور میں صورت گیر ہوتا ہے۔ اس میں ماوراء ایت نہیں، جیسا کہ شیگور کے ہاں ملتی ہے۔ علامہ اقبال سے پیشتر محمد حسین آزاد اور مولوی محمد اسماعیل میرٹھی مرحوم بھی پچوں کے بے خوب نظیں لکھ چکے تھے، میرزا صاحب نے ان کا ممتاز نہ

علام اقبال کی نسلوں سے کرتے ہوئے یہ تجہ اخذ کیا ہے کہ علامہ کی نظیمیں کمی اعتبار سے فوکیت رکھتی ہیں۔

اس مجموعے کے دو مضماین، علامہ اقبال کی دو معروف مشنریوں "مسافر" اور "پسچ" باید کہ دو اے اقوام شرق" کے تجربے پر مبنی ہیں۔ مصنف نے ان مشنریوں کے طالبِ موضوعات اور مخاہیم کی توضیح کی ہے، ان کے تاریخی اور نفیاقی پس منظر سے متعلق میرزا ادیب کی بحث کے حوالے سے یہ کہا گلا کہ اگرچہ زیرِ نظر مقالات کا مزاج ترکیبی تحریقی، اور تنقیدی ہے، لیکن اس میں تحقیقی رو سب سے بھی موجود ہے۔ اور اس بنا پر قاری موضع کے پس منظر و پیش منظر اور طالہ و ماعتیہ سے پوری آنکھی حاصل کر لیتا ہے۔

میرزا ادیب کے دیگر مقالات بھی کم اہمیت کے حامل نہیں، یہ سب موضوعات کے نئے بنے اور میرزا صاحب کے دلچسپ اور سادہ و دلکش اسلوب کی بنا پر قاری کی ترجیح اپنی جانب چھینختے ہیں۔

فتح محمد ملک کا مجموعہ مضماین: "اقبال — فکر و عمل" یہ میں اقبال نے شائع کیا ہے۔ اپنے ابتدائیے میں ان مضماین کی ضرورت و جواز اور محکمات کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں: "جس طرح تصور پاکستان اقبال کے نظام فکر سے چھوٹا ہے، اسی طرح پاکستان کی بقا اور ترقی بھی اقبال کے انکار کی صحیح تعبیر پر منحصر ہے۔ میرے یہ مضماین بھی نکلا اقبال کے محلی مظہرات سے بصیرت اندوز ہونے کی ایک عاجز از سی کوشش ہیں۔ یہ مضماین اقبالیات کے سرماستے میں اضافے کرنے کی غرض سے نہیں، بلکہ فکر اقبال کو پاکستان کی عملی زندگی میں کار فزار بخش کی تمنا سے وجود میں آئے ہیں۔" چنانچہ مضماین ہمیں اقبال کے تصور پاکستان اور اقبال کے سیاسی و ثقافتی فکر کی تعبیر و تطبیق اور اس عمل میں درپیش مشکلات سے ہمدرد ہیں اور ہونے کی ایک کوشش معلوم ہوتے ہیں۔ — ملک صاحب نے پہلے ہی مضمون میں ترقی پسند ناقدوں (مجنون گورکھیوری علی سردار جعفری، اختر حسین رائے یونی، مختار حسین) کو اڑے ہاتھوں لیا ہے، جنہوں نے "محصوس مفادات کی پاکری" یا اپنے "عجز بصیرت" کی بناء پر اقبال کو "غل نظری، فرقہ پرستی اور رجعت پسندی" کا الزام دیا۔ ان کے خیال میں ترقی پسند تنقید کے یہ حجابات ایک تہذیبی ایلمی سے کم نہیں۔ (ص ۹) اس مضمون میں انہوں نے اقبال کے ہاں وطنیت یا اسلامیت یا انسانیت پر بحث کرنے ہوئے مسلم قوم پرستوں اور بعض مغربیوں کا بھی تفضیل اور بدلاں ل رکیا ہے۔ — ایک اور مضمون میں فتح محمد ملک نے ترقی پسند دوں کی اقبال شکنی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ سو ویت یونی میں سے اقبال کی عظمت کی سند آجانے کے بعد ان کی قلب ماہیت لائق غور ہے کیونکہ "وہ نہ نقاد جو نصف صدی پیشتر اقبال کے خلاف شمشیر برہنہ تھے، آج اقبال کے حضور عجم و انکار کا پیکر ہیں۔" (ص ۱۱۲)

وہ کہتے ہیں کہ اقبال کو نوجوان ترقی پسندوں کے ادبی اور تہذیبی مسلک کے بارے میں یہ اندیشہ لاحق تھا: ہے

لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجذیب

مشرق میں ہے تقليدِ فرنگی کا بہام

اسی حوالے سے انہوں نے بانوقد سیئے کے نادل "راجہ گدھا کا مختصر تجزیہ" بھی کیا ہے جو ان کے انتاظ میں: "علم بیزاری خرد و شمنی اور ظلمت پسندی" کے مردجمہ تہذیبی روحانی کی خایانیدہ تخلیق ہے (ص ۱۱۵) فتح محمد علک نے لا الہ الا اللہ کا مفہوم سمجھنے پر زور دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: "پاکستان بن جانے کے بعد ہمارے سامنے یہ سوال نہیں ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے؟ اب ہمارے سامنے سوال یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب کیا ہے؟" (ص ۶۵) ان کی رائے میں ہمیں یہ مطلب اقبال سے بھیجا چاہیے جن کی پوری شاعری اور مبنی کا سارا فلسفہ اسی ایک نکتہ ایسا کی تفسیر ہے، فتح محمد علک انہماں افسوس کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آج ہم پاکستان کے طلب کو فراوش کر رکھے ہیں، اوسا یوسی ہمارے دلوں میں گھر کرتی چلی جا رہی ہے۔ ان کے خیال میں "اس صورتِ حال کے ذمہ دار تو ہم سب ہیں، مگر اہل سیاست، اور اہل دربار سے کہیں زیادہ اہل دانش پر اس کی ذمہ داری کچھ زیادہ سوتی ہے۔" (ص ۸۲) ہمارے خیال میں دانشوروں نے اس صورتِ حال سے انکھیں دوچار کرنے سے باعوم گریز کیا ہے، جسے فتح محمد علک نے "مشکلاتِ لاذ کا نام دیا ہے" بیحثیت مجموعی اگر ہم اپنے دانشوروں کے سرمایہِ عمل پر نظر ڈالیں تو صورتِ حال خاصی عبرناک نظر آتی ہے خوشاب، ابن الرقی، کا سریسی اور ذاتی زندگیوں میں مخصوص مادی مفادات کے چاکری ان کا وظیرہ جیات رہا ہے۔ فتح محمد علک نے اس کتاب میں ایک جگہ لکھا ہے کہ "ہندوی مسلمانوں نے اقبال کے دکھانے ہوئے راتے پر چل کر ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت تو قائم کر لی، مگر اس کے بعد جو کچھ بھدا اس پر بھے حضرت عمر فاروق رضی یاد آتے ہیں جو مسجد نبوی کے صحن میں ایران سے لائے گئے ماننیست کے انبار دیکھ کر بے ساختہ روپڑے تھے۔ شاید انہیں درویشانہ زیست کا مسلک معرضِ خطر بیس رکھائی دیا تھا (۱۹۷۳)" اس اقتباس کے حوالے سے ہمارے دانشور بالفاظ فتح محمد علک "درویشانہ زیست کا مسلک" اپنائے بغیر مالیوس از صورتِ حال سے عمدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ خود ہی کا اثبات دافر ارہی کافی نہیں، اس کا استحکام بھی ناگزیر ہے، اور نفاق فکر و مملک کی موجودگی میں نہ تو استحکام خود ہی لکھن ہے، ارٹ افکار اقبال کی صحیح تعبیر۔ مسلم تاریخ کے حوالے سے ہماری اجتماعی زندگی کا لمبیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں تعبیر و تفسیر تو بہت بولی، مگر یہ تفسیریں ہماری تملی زندگیوں پر منطبق نہیں ہو سکیں۔ — جناب احمد ندیم فاسحی نے پیش لفظیں لکھا ہے: "فتح محمد علک نے تصویر پاکستان کو اقبال کے نظام فکر سے مر بوڑھ کیا ہے۔" ہمارے خیال میں اقبال کے نظام فکر کو اپنے اعمال و اشغال کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے تبھی اس میوس کو صورتِ حال کا مدارا ہو سکے گا، جس کی طرف علک صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ — فتح محمد علک ایک خوبصورت اسلوب کے مالک ہیں، اور انہوں نے بڑے سلیقے سے اپنا مدعا قاری تک پہنچایا ہے۔ یہ مجموعہ اپنے مطالب و معنویت کی انفرادیت کے بدب، ابتدیات میں اضافہ شمار ہو گا۔

"اقبال نسی کے نئے زاویہ" نجد اقبال کے ۲۰۱۹ء میں منتسب مخالفات کا مجموعہ ہے جسے داکتر سیم ختنہ مرتبا کیا ہے۔ انگریزی مقالات کا انتساب ناصرہ صبیب نے کنم سے

کیا ہے۔ اس میں اکتیس مقالات شامل ہیں۔ مجلہ اردو اور انگریزی مقالات معروف و ممتاز اقبال شناسوں کے ہیں اور مختلف زراویہ اتنے فکر و نظر کے عامل ہیں۔ ان میں اقبال کے فکر و فن، فلسفہ اور تصورات و نظریات کے مختلف پہلوؤں کو مندرجہ ذرالیوں سے نیرہ بحث لایا گیا ہے۔ اردو مجموعے میں اقبال کی بعض غیر مدقن تحریر دل پر بنی مضا میں بھی شامل ہیں۔ اس اعتبار سے دونوں مجموعے اردو و انگریزی میں لکھنے والے اہم اقبالیین کی وساطت سے اقبال کے غظیم فکر اور ان کی شاعرانہ بداعت کی گوناگون جمادات سے آشنائی، ہونے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

"علام اقبال" کے نام سے ایک مختصر ہی کتاب جناب شریف المجاہد نے تیار کی ہے۔ مصنف "حرف آغاز" میں لکھتے ہیں: " موجودہ کتاب پچھہ کا مقصد ثانوی اسکول اور کالج کے طالب علموں کو علام اقبال کی زندگی کے حالات سے آگاہ کرنے ہے۔ اس مقصد کے پیش نظر کوشش کی گئی ہے کہ زبان سادہ و سلیس اور انداز بیان میں مکملہ حد نہ ک تشریح و رضاحت سے کام لیا جائے۔ تاکہ نفس مضمون کی تفسیر آسانی کے ساتھ ہو سکے۔" متعدد مقاصد کے پیش نظر مصنف کی کوشش کا میاب رہی ہے۔ حالاتِ زندگی کے علاوہ مختصر اقبال کے فکری ارتقاء، تصور پاکستان اور اقبال کے پیغام پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہی مquamات پر اغلاط سنین کو فقص کتابت سمجھنا چاہیے۔

بزرگ مصنف اور عالم ڈاکٹر عبد الشکور احسن نے اقبال صدی کے موقع پر اقبال کی فارسی شاعری کا نقیدی جائزہ کے نام سے ایک وقیع کتاب پیش کی تھی۔ اس میں وہ اقبال کے مختلف موضوعات پر برابر لکھتے رہے۔ اس برس ان کے بارہ انگریزی مقالات کا مجموعہ An Appreciation of Iqbal's Thought and Art کے نام سے چھپا ہے۔ یہ سب مطبوعہ مضامین ہیں، مگر ڈاکٹر صاحب نے نظر ثانی کرتے ہوئے بعض مquamات پر اضافے کیے ہیں، اور اقتباسات و اشعار کا انگریزی ترجمہ بھی دیا ہے۔ سارے ہی مباحثت اہم ہیں اور اقبال کے نظریات سے متعلق ہیں۔ مصنف نے دیباچہ میں اقبال کے فکر و فن کے بارے میں، اس کتاب کے مضامین کے ذریعے قارئین میں ایک تی بصیرت اور ولپی پیدا کرنے کی کوشش کا ذکر کیا ہے۔ کچھ شہر نہیں کہ ڈاکٹر احسن اپنی معلمائے دسترس اور تصنیفی سلیقہ مندی کی بدولت اس کوشش میں کامیاب رہے ہیں۔

"اقبال کی اردو نشر" کے نام سے علام اقبال اپنی یونیورسٹی اسلام آباد نے اپنے بنی۔ اے اقبالیات کے نصاب کے لیے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں علام کے بعض مضامین و مقالات، دیباچہ پیام مشرق اور چند مکاتب کے متن کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

لندن کے مسلم انسٹی یوٹ نے جولائی میں "اقبال کا تصور انقلاب اسلامی" کے موضوع پر ایک عالمی سینما منعقد کیا تھا۔ اس میں پڑھے جانے والے مقالات میں سے ایک مقالہ مطبوعہ کتابی صورت میں ہم بھک پہنچا ہے جس میں پاکستان کے ممتاز اقبال شناس ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے اقبال کے نظریہ قومیت پر زمانی اعتبار سے روشنی ڈالی ہے ان کے

خیال میں دوسرے اول میں اقبال کی دہن پرستی کا ایک محکم تو انسانی ہمدردی تھی۔ دوسرا سبب علی گڑا ہتھ ریک سے داشتے بزرگوں (امیر حسن اور آنجلی) کا ذہنی اثر تھا۔ بعد ازاں اقبال نے ڈریسپر کی

History of Conflict between Religion and Science

قویت کی مدد از بینا دیں اور اس کا سامراجی پہلو اشکار ہوا، تو انہوں نے قوم پرستی کو انسانی وحدت کے آفاقی تصور کے منافی سمجھتے ہوئے اُسے رد کر دیا۔ ایک اور مقابل ڈاکٹر گلیم صدیقی کا ہے، جس کا موضع ہے: "اقبال کا تصور انقلابِ اسلامی" ان کے خیال میں یہ تصور: "اعلیٰ شعلہ بن کرہپونک رہے خاشاک غیر اللہ کو — میں پوشیدہ ہے اور دو رہاضر میں اس کی مثال ایک انسانی انقلاب ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کہتے ہیں کہ دنیا بھر کی مسلم قومی ملتیں، مغرب کی نوآبادیاتی پالیسی کے قیمے میں وحدوں میں آئی ہیں۔ اقبال کے تصور انقلابِ اسلامی کا تقاضا ہے کہ مسلم معاشروں سے مغرب کے ثبات ختم کرنے کے لیے اعلانِ جنگ کیا جائے۔ — یہ مقام مجلسِ اقبال سنن کے نکتہ اپریل میں منعقدہ یومِ اقبال کے جلے میں پڑھا گیا تھا۔

اقبایاتی موضوعات پر مقاول نویسی، جامعات کی قدیم روایت ہے۔ — اس برس پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کے امتحان کے لیے تین مقالات لکھنے گئے۔ اخترا النسام نے "یوسف سلیم چشتی" (بیحیثیت شارحِ اردو) میں اول، خاصی کاؤش سے چشتی صاحب کے حالات جمع کیے ہیں۔ ثانیاً ان کی اقبال شناسی اور بطورِ خاص ان کی شرحِ نویسی کو درج بحث بنایا ہے۔ مقاول نویس نے غالب، اقبال اور اکبر پر یوسف چشتی کی جملہ شروع کا الگ الگ جائزہ لیا ہے۔ ان کے نو دیکھ چشتی کے ہاں کئی خاصل بھی ہیں، مگر ان خاصلیوں کے باع جسدان کی شروع کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے ہاں مدد شارحِ حاذ نظر موجود ہے جو ایک شارح کے لیے ضروری ہوئی چلے ہے۔ اگرچہ ان کی باتیں متوازن نہیں ہوتیں، مگر جامع اور موثر و معنید ہوتی ہیں۔ — انہوں نے اقبال کی شرچیں لکھ کر اقبایات میں اپنے لیے ایک بلند مقام پیدا کر دیا۔

یاسمين کوثر نے "بشير احمد ڈار، بطور اقبال شناس" پر مقالہ تیار کیا ہے۔ ابتداء میں ڈار مر حوم کے سوانح بیان ہوئے ہیں۔ باقی ابحاب میں ان کی جملہ اردو انگریزی تصانیف و تایہات اور ترجمہ کا توضیحی و تجزیہ باتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ مجموعی جائزے میں مقالہ نویس نے بتایا ہے کہ اگرچہ بisher احمد ڈار کی علمی و ادبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، مگر ان کی اقبایاتی کا وہیں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ ڈار صاحب نے اقبال کے لفکر کو منزہی ریاست میں متعارف کرایا۔ انہوں نے فریک اقبال کے علمی پہلو پر زور دیا ہے اقبال کی اردو اور انگریزی تحریروں کی علمانہ تدوین بھی ڈار صاحب کی اقبال شناسی کا نمایاں پہلو ہے۔ جب بھی اقبال شناسی کی تاریخ لکھی جائے گی، فروعِ اقبایات کی تحریک میں ان کی خدمات کو سراہجاۓ گا۔" (رس ۱۹۶۱)

تیسرا مقالہ فرج طاہرہ نقوی نے تحریر کیا ہے، اس کا موضوع ہے: "کلامِ اقبال میں قرآنی تلمیحات کا جائزہ" —

اس میں شعر پر شعر تبلیغات کا جائزہ دیا گیا ہے۔ اور متعلقہ قرآنی آیات کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ مقامِ نویں نے یہ محنت طلب کام بڑی دیدہ رینزی اور سلیقے سے انجام دیا ہے۔

اقبال کوئن کے سلے میں اس برس صرف ۲ کتابیں شائع ہوئیں۔ زادِ حسینِ انجم نے اپنی کتاب "جہانِ اقبال" میں ایک سو عنوانات کے تحت سوالات و جوابات مرتبا کیے ہیں۔ ناشر کا دعویٰ ہے کہ یہ ایک منفرد کتاب ہے، کیونکہ اس میں عام تر معلومات نہیں اور غیر مطبوعہ ہیں۔ ناشر کے اس دعویٰ کو ناجروں کی اس روشن کے ناظر میں دیکھنا چاہیے کہ ان کی ساختہ ہر چیز پر کی گیا ہے — مقبول الودادی کی "علامہ اقبال، سوال و جواب میں" کوئی دعویٰ نہیں Best Quality

یکجا گیا مگر سوال و جواب کی تعداد اور بڑھانے کی خاطر، اقبالیات سے بغیر متعلق اس نوعیت کے سوالات بھی جگہ جگہ نظر آتے ہیں؛ بخف کیوں مشور ہے؟ کہ مذہب کے بنی کون ہیں؟ رسم کے دادا کا نام کیا تھا؟ سفرات کی موت کیسے ہوئی؟ سخافی کے معنی بتلیے؟ سکنہ راعظم کی موت کیا واقع ہوئی تھی؟ نشکانہ صاحب کا پہلا نام کیا تھا؟ سعید حسین پاشا کا نام بتائیے؟ سام کس کا بیٹا تھا؟ بظاہر یہ سوالات اقبالیات سے بغیر متعلق نظر آتے ہیں لیکن ہمیں متعلق اور غیر متعلق کی بحث میں نہیں پڑنا چاہیے بلکہ اقبالیات کے ایسے ماہرین موجود ہیں جو دنیا کے ہر موضوع اور سہرشے کو اقبالیات سے مر بوط متعلق برقرار رکھتے ہیں۔ ایسے ہی ایک ماہر اقبال کے بارے میں لکھنے والے ہفتے خامہ بیویش نے اپنے کالم میں بنایا تھا کہ موصوف اقبال اور نند و ادم" کے موضوع پر کتاب لکھنے کا منصوبہ بنارہے تھے پڑھا گیا: علماء تو کبھی نند و ادم گئے ہی نہیں، اپ اس موضوع پر کتاب کیسے لکھ سکتے ہیں؟ جواب ملایا: میں اپنی کتاب میں یہی ثابت کروں گا کہ اقبال کبھی نند و ادم گئے ہی نہیں تھے ۱۹۸۵ء میں اقبال نمبروں کی روایت بھی برقرار رہی — "صیفیم" کے خصوصی شمارے میں دیگر مصنیع کے

علاوہ "اقبالیات"، ایک جائزہ "پر منعقدہ مذاکرہ کی روادش شامل ہے۔" "ماہِ نو" نے اپریل اور نومبر کی اشاعت میں اقبالیات پر بیس مضمونیں اور منظومات شائع کیں — اردو اور انگریزی و فرنگی میں۔ بھی حسب روایت ۲۱ اپریل اور ۹ نومبر کو علامہ کی یاد میں خصوصی ایڈیشن شائع کیے — اقبالیات کے مختلف پہلوؤں پر بکثرت لکھا گیا، ان سب کا احاطہ و تجزیہ اس مضمون میں ممکن نہیں۔ تاہم پروفیسر حبیم بخش شاہین کا "اقبال کا یمسرا سفر پورپ" (اقبالیات، جولائی) اور مذاکرہ حسن خاڑ کا "اقبال کا سلسہ ملازمت" (اقبال ریولو، جنوری) اقبال کے سوانحی کوائف کے بارے میں بعض نئے پہلوؤں میں لاتے ہیں۔ اقبال اکادمی پاکستان کے مجلہ "اقبالیات" (سابق "اقبال ریولو") کے شمارہ جولائی میں پیامِ مشرق کے چند اشعار کا ترجمہ اور فرنگی پیش کرتے ہوئے ایک مفید سلسلہ کا آغاز کیا گیا ہے۔ مجلہ "اقبال" نے بھی متعدد مفید مضمونیں شائع کیے گئے ہیں۔ ملک میں اور بیرون ملک بھی، علمی و ادبی مجلات میں نامور امدادستانِ معرف لکھنے والوں کے مقالات شائع ہوئے (ہم اس مضمون کے آخر میں ۱۹۸۵ء میں مطبوعہ جملہ کتب و مقالات کا اشارہ دے رہے ہیں، جس سے ان کی تفصیل معلوم ہو سکے گی)

اقبایات ۱۹۸۵ء پر حسابی نگہداریں تو عمومی طور پر ۲۰ کتابیں اور ایک سو سے زائد مصایب و مقالات شائع ہوتے۔ بہت سی کتابیں بار دگر چھپیں اور متعدد کتابوں کے نئے ایڈیشن منظرعام پر آتے۔ اقبال کی یادیں مختلف جلسوں، ندادرتوں، کانفرنسوں اور کوئی م مقابلوں کی تفصیل بیان کرنا نہ تو ممکن ہے اور نہ اس کی ضرورت۔ مگر اسی مختلف تقریبات لاہور اکر اچی میں منعقد ہوئی ہوں یا نہ ہوں، فہرہ، دہلی بھجوپال یا سری نگر ہیں، ان سے اقبال کے فکر و فن سے بڑھتی ہوئی وہی ملکیات اقبال کے فروغ پذیر امکانات کا اندازہ ضرور لگایا جاسکتا ہے۔

۱۹۸۴ء کے مقابلے میں ۱۹۸۵ء میں اقبایات کے بنیادی مأخذات زیادہ تعداد میں سامنے آتے ہیں ان میں ویجے نہ ہے اور بعد العزیزہ والواؤہ کے نام خطوط، اسی طرح "منظوم اقبال" میں شامل مکاتیب زیادہ اہم ہیں۔ مکاتیب اقبال کے مختلف مجموعوں کی اشاعت کے بعد، غیر مددودن مکاتیب کا اتنا بڑا ذخیرہ بیک وقت کبھی منظرعام پر نہیں آیا۔ خطوط کے علاوہ اقبال کی غیر مطبوعہ تصنیف "تاریخ تصوف"، اذکر بیٹ کے مغلائے کے مخدوف حصوں اور "منظوم اقبال" کی بعض روایات و معلومات کی مدد سے اقبال پر نئے زایوں سے تحقیق و تدقیق کے امکانات دیکھ ہو گئے ہیں۔ — البتہ ۱۹۸۷ء میں ترجمہ اقبال کی سات آنکھ کتابوں کے بر عکس ۱۹۸۵ء میں ترجمہ کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔

تحقیق و تفسیم اقبال کے ضمن میں خطبات اقبال کے مطالعہ کا خوش آیند رحمان ابھرا ہے۔ پروفیسر محمد عثمان اور داکٹر محمد خالد سعود کی کتابوں کے علاوہ بعض مصایب مثلاً شہزاد قیس کا مضمون Iqbal's Analysis of Muslim Culture (اقبال رواییہ، اکتوبر) اور مختار صدیقی کا مضمون "علم اور وارداد روحانی پر اقبال کا خطبہ" (ماہنامہ، اپریل) اس کی غمازی کرتے ہیں۔

اس جائزے کے آخر میں، میں ۱۹۸۳ء کے سالانہ جائزے کے چند اختتامی محتوى دہرانے کی اجازت چاہتا ہوں؛ "اقبایات کے مختلف شعبوں میں مخصوص تحقیقی کام کرنے کی نظر گنجائیں موجود ہے، بلکہ اشد ضرورت بھی۔ اور اس ضمن میں منظم منصورہ بندی محققین اقبال اور اقبال اداروں کی مشترکہ ذمہ داری ہے تاکہ اقبایات کا گراف، افقی اور عمومی منہج اغفار سے دنیا کے علم و فکر اور شعر و ادب کے لیے قابلِ رشک حیثیت اختیار کر لے۔" — اور اسی پر یہ جائزہ ختم کرتا ہوں (۱۳ اپریل ۱۹۸۶ء)

حوالی

- ۱۔ مشمولہ: مقالاتِ اقبال مرتبہ سید عبدالواحد مسینی
کے محمد امان اللہ ہو بوس: اقبال پرپ میں، ص ۱۰۶
- ۲۔ وہی کتاب اور مصنف: ص ۹۵
- ۳۔ "اقبال" از عطیہ سیگم (طبع اول، تیر ۱۹۵۶ء) ص ۵۰
- ۴۔ اقبال، مکتوب بنام شیخ عطا محمد، ۲۸ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ مظلوم اقبال۔ ص ۳۸۰
- ۵۔ حال ہی میں ناشر نے "ذکرِ اقبال" کو اس کی تمام تر اغلاط اور تصحیحات کے ساتھ جوں کا توں شائع کیا ہے۔
کے نقوش، اقبال نمبر ۲ (دسمبر، ۱۹۵۷ء) میں اس بحث متعلقہ دونوں اصحاب کے مرضامیں دیکھیے۔
- ۶۔ مکتوب اقبال بنام جبیب الرحمن خاں شردانی، مشمولہ: اقبال نامہ، اول، ص ۶
- ۷۔ شیخ اعجیان احمد عقیدت قادریانی میں۔ کتاب میں انہوں نے اپنی قادریانیت کو میں بھی نہیں پھپایا بلکہ حسب مرتضیٰ قلادیانیت
کے حتیٰ میں فضائی سازگار بنانے کے لیے کوشش ہے ہیں۔
- ۸۔ زندہ رو رود، سیم۔ ص ۵۹۹
- ۹۔ اقبال نامہ، اول۔ ص ۳۸۸
- ۱۰۔ سیارہ، اقبال نمبر۔ سی ۱۹۶۳ء
- ۱۱۔ مشمولہ: فکر اقبال
- ۱۲۔ ڈاکٹر دحید شریت: اقبالیات جنوری تا جون ۱۹۸۶ء۔ ص ۱۸
- ۱۳۔ خطبات اقبال پر ایک نظر: محمد شریف بتا سمن آباد لاہور [۲، ۱۹۹۸ء] ص ۱۳۹
- ۱۴۔ دیباچہ، خطبات اقبال پر ایک نظر: ص ۳۰۳
- ۱۵۔ محترم کنزیز فاطمہ یوسف، اس بیانیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے لکھتی ہیں:
ندیم نیازی کا ترجمہ "ایسی جناتی زبان میں" ہے جس کے مقابلے میں انگریزی کیسی زیادہ سہل اور موثر نظر آتی ہے۔ اس پر
طریقہ ہے کہ مترجم نے اقبال کے اخلاقی تصورات میں کافی چھانٹ اور تمدید و تاویل کا حقیقی بھی خدا جانے کیا ہے
حاصل کر لیا۔ میتوہ یہ ہے کہ اس وقت اردو میں ان خطبات کا جو ترجمہ دستیاب ہے، وہ نہ ہر فیچریدہ اور اہم ہے، بلکہ مگرہ کن
ضد نک اسل سے بھی مختلف ہے ("اقبال کے انگریزی خطبات" در "فنون" نمبر اکتوبر ۱۹۴۰ء، ص ۳۹)
- ۱۶۔ تعلیم جدید الہیات اسلامیہ: ص ۱۹

کتابیت اقبال

۱۹۸۵ء

ذیل میں "۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب" میں مندرجہ مطبوعات کی تفصیلی تابیات دی جا رہی ہیں جو کتابوں اور اقبال نمبروں کے کتابیاتی کوالائف، اور ان کے مندرجات و مباحثت کی تفصیل پر مبنی ہے۔ اس کا مقصد، فارمین کو مشتعلات کی نوعیت سے آگہ کرنا ہے۔ چونکہ یہ تفصیلی کوالائف ہضمون کے اندر دینے کا حل بنا تھا، اس لیے انہیں یہاں درج کیا جا رہا ہے۔ کتابوں کے علاوہ ۱۹۸۵ء میں شائع ہونے والے متفرق مضامین و مقالات کی فہرست بھی دی جا رہی ہے۔ یہ کتابیات ایک اعتبار سے انبیات کا سالانہ رفتار پیش کیا جاتا ہے۔

زیرِ نظر کتابیات مطبوعات کی نوعیت کے اعتبار سے چھ حصوں میں منقسم ہے:

- (۱) تصانیف اقبال
- (۲) اقبال کی شریں
- (۳) اقبال پر کتابیں
- (۴) غیر مطبوعہ تحقیقی مقالات
- (۵) اقبال نمبر
- (۶) متفرق مضامین و مقالات

اس میں ۱۹۸۴ء کی بعض مطبوعات خصوصاً متفرق مضامین کے لیے جو لوگوں کے اشارہ مطبوعات میں شامل ہو سکے نتے۔ میں بھن ہے کہ ۱۹۸۵ء کے بعض حوالے بھی زیرِ نظر کتابیات میں نہ آسکے ہوں۔ تقاریب کی جانب سے ایسے حوالوں کی نشاندہی کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

تصانیف اقبال

محمد اقبال، علامہ [مرتبہ: پروفیسر صابر گھوری]

تاریخ تصرف: مکتبہ تغیر انسانیت اردو بازار لاہور۔ مارچ ۱۹۸۵ء۔ ۱۲۸ ص - ۲۱ × ۱۳ س م ۲۵/۵۰ روپے مجلد۔

عرض مرتب ہمیشہ گختا را از ڈاکٹر محمد سیاض

تاریخ تصوف کا پس منظر از مرتب

ابراب: تصوف کی ابتداء کیون تھی۔ تصوف کے ارتقا پر ایک تاریخی تبصرہ۔ حسین بن منصور حلاج تصرف اور اسلام۔ تصوف اور ہماری شاعری۔ متفرق اشارات (انگریزی)

اقبال کے ماغند و مصادر۔ کتابیات۔ اشاریہ

محمد اقبال، علامہ

مشنوی بس چہ باید کہ داے افام شرق: رائی فرنگی جمہوری اسلامی ایران، پاکستان اسلام آباد [۱۹۸۵ء] ۲۲ ص - ۳۳ × ۲۳ س م - قن - کاغذی جلد

اقبال کی شریض

عبداللہ قدسی

مناجات جاوید نامر: اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ جولائی ۱۹۸۵ء - ۱۲۵ ص - ۲۱ ۱/۲ × ۱۳ س م ۲۰ روپے مجلد

تعارف از ڈاکٹر جمیلہ خاتون

[جاوید نامر کے حصہ مناجات کی شعر بہ شعر تشریح]

اشاریہ

مصطلات

محمد عثمان، پروفیسر

فکر اسلامی کی تشكیل نر: سنگ بیل بیل کیشنز لاہور۔ ۱۹۸۵ء ۲۲ ص - ۱/۲ × ۲۰ س م ۲۰ روپے مجلد
[اقبال کے انگریزی خطبات کے موضعات و مباحث کو توضیحی و تشریحی انداز میں بیان

لیا گیا ہے)

اقبال پر کتابیں

آل احمد سرور (مرتب)

جدیدیت اور اقبال: اقبال انسٹی ٹیوٹ، کشیر، نیویورکی سری نمبر - ۱۹۸۵ء ۱۲۳ ص ۱۳۸۲۱ م اس سے

۱۸ روپے کا غذی جلد

پیش لفظ از مرتب

اقبال انسٹی ٹیوٹ میں منعقدہ ایک سینما کے مقالات، خطیب صدارت از شیخ محمد عبد اللہ جدیدیت کیک
ہے از آل احمد سرور۔ اقبال کی معنویت از بگن ناخوا آزاد۔ اقبال کی جدیدیت کا معامل از پروفیسر
شکیل الرحمن۔ اقبال کے سیاسی فکر میں عصربت از پروفیسر مشیر الحسن۔ اقبال کی شاعری میں عرفان ذات
از حامی کشیری۔ اقبال ہبہ و نظر کے گرداب میں از محمد یوسف ٹینگ۔ اقبال اور جدیدیت از کبریم
جالسی۔ اقبال اور جدیدیت از صفحی جلال الدین۔ اقبال کی معنویت پر میری نظر از داکڑ آنھ فیض

اعجاز احمد

منظوم اقبال: اعجاز احمد، بی ۲۱۳ دار رپر نہ روڈ کراچی ۳۔ ۱۹۸۵ء ۳ ص ۱۳۸۲۱ م اس سے

۵ روپے مجلد

پیش لفظ از مصنف

مباحث: علامہ اقبال کے جدید اعلیٰ کامشوف بہ اسلام ہونا۔ علامہ اقبال کے جدید اعلیٰ نے کب اسلام
قبول کیا؟ علامہ اقبال کے اجداد میں سے کس نے اور کب کشیر سے بھرت کر کے سیاہ کوت میں سکونت
اختیار کی۔ علامہ کے خانہ ان کی گوت سپرد (کشیری پنڈت) تھی۔ علامہ اقبال کے والدہ۔ علامہ اقبال کی
والدہ۔ علامہ اقبال کے بڑے بھائی۔ سببم اور طوفان۔ اقبال منزل۔ علامہ اقبال کی تاریخ پیدائش۔
علامہ اقبال کی شادیاں۔ علامہ اقبال کا بحث۔ ایک کشف۔ من نہ کرم شما ذر بکنید۔ مولانا میر حسن ال۔
اویس پرستش غازی بو۔ شعر شنی زلبش شنیدہ ام۔ کیا علامہ اقبال مالی لمحاظ سے خوشحال تھے؟ کیا
علامہ اقبال سردمہ اور "بُوریخ پیرا ہن" تھے؟ کیا علامہ اقبال تفضیل عقیدہ رکھتے تھے؟ جاٹ اور
علامہ اقبال کی شاعری۔ برکاتِ لامددود [لڑکیوں کے لئے تجویز کیے جانے والے نام] پیرا نمی
پنڈ، سریداں می پرانند۔ ایک تمناجو پوری نہ ہوئی [علامہ کی آرزوئے حج] علامہ اقبال کی صفت مطالعہ

ایسیں صدی کے آخر کا سنتا زمانہ۔ آخری ملاقات - صدق و اخلاص و صفا باقی نماند جاوید اور منیرہ کی ولادت کے متعلق وصیت - ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جے۔ [ابوال کی میزشی اور ان کے نسیانی مطالعوں کا ذکر] علامہ اقبال کی یادگار اشیا - زندہ رو، علامہ اقبال کے سوانح حیات۔ علامہ اقبال اور احمدیت - شکوہ جور و جفا - علامہ اقبال کے مکتوبات [۱۰۲ خطوط مع توضیحات]

انتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر

اقبال اور نظریہ قومیت: مسلم اسٹیلیوٹ لندن [۱۹۸۵ء] ۱۵ ص ۲۹۲۱۸ سم - فن

جابر علی سید

اقبال، ایک مطالعہ: بزم اقبال لاہور - جون ۱۹۸۵ء ۱۵۲ ص - ۲۱۴ سم ۲۲ روپے مجلہ مخالفات: اقبال اور فطرت - اقبال کا نظریہ حسن - شمع اور شاعر، تجزیہ - اقبال اور ذوق استفارہ - اقبال اور تغزل - اقبال اور قطعہ - باعی تنازعہ - اقبال کے ایک حصے کی تشریح - اقبال اور سینگڑ کلام اقبال میں فنونِ طیفہ کے عناصر مشنوبات اقبال اور الملاں۔

خلدہ سعود، ڈاکٹر

اقبال کا تصور اجتہاد: مکتبہ حرمت راولپنڈی - ۱۹۸۵ء ۲۵۶ ص - ۱۲۵۲۳ سم ۵۰ روپے مجلہ انبہ ایہ از مصنف

ابواب: تاریخی پیش نظر - اجتہاد کے مفہوم کا تجزیہ - اقبال اور اجتہاد - اقبال کا تصور اجتہاد (۱) اجتہاد کی تعریف - اقبال کا تصور اجتہاد (۲) مسائل اجتہاد - اجتہادات اقبال کتابیات

اشاریہ

ذاہد حسین انجمن

جهان اقبال: نقش بیلی کیشن راجپت مارکیٹ اردو بازار، لاہور ۲ [۱۹۸۵ء] ۲۱۶ سم ص - ۱۲ سم - ۲۴ روپے کاغذی جلد

"سوالا جواباً معلومات پر مشتمل حیات اقبال پر مخصوص و ارشاد ہونے والی اپنی نویت کی منفرد اور سب سے بڑی کتاب" [اقبال کرنز کے سلسلے کی کتاب]

سعد اللہ علیم، ڈاکٹر

اقبال کے شہریہ برستغا گمنہ: اقبال اکادمی پاکستان لاہور - ۱۹۸۵ء ۱۱۲ ص ۱۲۵۲۳ سم -

۲۵ روپے کا غذی جلد

سعید اختر درانی، ڈاکٹر

اتمال، پورپ میں: اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ ۱۹۸۵ء۔ ۳۳۸ ص ۲۱۴ اس س -

۵، روپے مجلد

تقریظ از ڈاکٹر جادید اقبال

دیباچہ از مصنف

مقالات: شاعر مشرق کی تاریخ پیدائش کا مسئلہ۔ علامہ اقبال کی تاریخ پیدائش، چند نئے زاویے۔ اقبال کے استاد مشق، سرطاس آزمود۔ علامہ اقبال اور کیمبرج یونیورسٹی۔ کیمبرج میں علامہ اقبال کی یادگار۔ انگلستان میں علامہ اقبال کی چند دستی تحریریں۔ منگم سے ایک خط۔ محمد اقبال اور جرمی (نامہ و پیام دل کا) اقبال کے غیر مطبوع خطوط نام میں دیکھنے والے۔ فلسفہ عجم کے اصل سورہ کی دریافت (اور اس کے تین کا تقدیمی جائزہ) ہسپانیہ میں علامہ اقبال کے نقش قدم پر۔

ضمیمے: کیمبرج میں اقبال کی بارگا تختی از امین استیفسن۔ برٹش میوزیم اور علامہ اقبال از بحیی سید۔

دستی تحریروں اور دستاویزات وغیرہ کی تصاویر۔ میں دیکھنے والے نام اقبال کے خطوط کے جرمن اور انگریزی متون۔ فلسفہ عجم کے چند غیر مطبوع صفات کا عکس۔ لندن یونیورسٹی کا نصاب عربی (براے ۱۹۰۰ء)

۱۹۰۸ء اشاریہ

اغلاط نامہ

سلیم اختر، ڈاکٹر

اقبال شناسی کے زاویے (منتخب مقالات مجلہ اقبال ۲۱۹۸۲، ۱۹۸۲ء) : بزم اقبال لاہور۔ ۱۹۸۵ء۔

۳۳۸ + ۲۳ ص ۱۵ × ۲۳ اس س - ۰۰ روپے مجلد

دیباچہ از مرتب

مقالات: اقبال کے ساتھ انحصار کیجئے از احمد نیدم فاسی۔ اقبال شناسی کی سی جتنیں از پروفیسر دارث میر۔ ہم اور اقبال از ڈاکٹر علی شریعتی، نز محمد از ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی۔ گلشنِ رازِ جدید، خطبات کے آئینے میں از ڈاکٹر سید عبداللہ۔ سندِ خلافت یا مجلس قانون ساز از ڈاکٹر دید قریشی۔ علامہ اقبال اور کتاب زندہ از پروفیسر مرزا محمد منور۔ تلاش عروالت اور احساس تہنیتی از پروفیسر دفار عظیم۔ اقبال کاظمی نقاش از پروفیسر محمد عثمان اقبال اور دوی از بشیر احمد ڈار۔ اقبال اور ملٹن از پروفیسر روف بجم۔ علامہ اقبال

کی سوانح ہمی کا مسئلہ از ڈاکٹر فیض الدین اٹھی - اقبال کا نظریہ آبادی از سبع العدد قریشی - علامہ اقبال سے متعلق خوش فہیں از ڈاکٹر سلیم اختر - کلام اقبال میں تبلیغات قرآنی از جعید اللہ فاروقی - تشبیہات اقبال از چودھری ندیر احمد - اقبال کے چند تراجم و مأخذات ، تقابلی نوئے از ڈاکٹر محمد ریاض - پیام مشرق از چودھری محمد حسین - فائدۃ العظم کے نام علامہ اقبال کے دو اور خط اور پروفیسر محمد جہانگیر عالم - علامہ اقبال کا ایک خط، پروفیسر رشید احمد صدیقی کے نام از محمد عبد اللہ قریشی - نوادر اقبال از اختراہی -

شریف المحابد

علامہ اقبال : قائدِ اعظم اکادمی ، ۱۹۷۸ء میں اے جناح روڈ کراچی ۵ اگست ۱۹۸۵ء ص ۲۴۰-۲۴۳

۵ روپے کاغذی جلد

مقدمہ از نقینت جنرل جمال سید میان
حرف آغاز از مصنف

مباحث : ایک نیا شاعر نوجوان اقبال - اقبال کا فکری ارتقا - شاعر اسلام - اقبال اور پاکستان -

پیام اقبال - اقبال کے آخری آیاں

شکر حسن، ڈاکٹر اے

راقبال کے

An Appreciation of Iqbal's Thought and Art

فلکوفن کی تجیب : میر پرچھ سوسائٹی اف پاکستان لاہور ۱۹۸۵ء - ۶۰ ص ۲۳۵x۱۵۳ س م

۶۰ روپے مجلد

دیباچہ از مصنف

مباحث : مشن خودی - عشق و عقل - اخوت اسلامی - مغرب - اقبال اور رومی - اقبال اور سنسنی -

اقبال اور حافظ - نصیر فن - فطرت - علامیت - اقبال کا فروغ پدیر نقش، ایمان میں -

اشاریہ

شکیل احمد رشید

اقبال، نئی تحقیق : اقبال اکیڈمی جیدر آباد (جھارٹ) ماہر ۱۹۸۵ء - ۲۱، ص ۲۱۳x۲۳۱ س م

۲۵ روپے کاغذی جلد

سرودہ : "اندھرا پردیش ارکائیوزر کی امشل پرمبنی، علامہ اقبال کے حالات، غیر مطبوع خطوطہ تحقیق کے نئے گوشے"

سخن ہائے گفتگی از مصلح الدین سعدی
ستید تکلیل احمد کی دریافت انہوں اکٹر گپاں چند
اقبال، حیدر آباد کا یورڈ میں از صحف

[اقبال اکیٹھی حیدر آباد کے مجلہ "اقبال رویو" (اپریل تا جون ۱۹۸۰ء) کی کتابی اشاعت]

شہین دخت کامران مقدم (صفیاری) دکتر (متزمم)

جلدیں اقبال (جلد دوم) : اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ ۱۹۸۵ء + ۵۰، ص ۲۱۳/۱۳ س م جلد
دیباچہ از پروفیسر محمد منور
متقدم از صدمت زخم

[ڈاکٹر جاوید اقبال کی "زندہ رو"، جلد دوم کا فارسی ترجمہ]

صابر گلوری، پروفیسر (مرتب)
اقبال کے ہم شہین: مکتبہ خلیل، گلستان سٹریٹ ۲۵، اسلام گنج ابراء، یہیم روڈ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۵ء۔
۲۱۳/۲۱۳ س م - ۶۰ روپے جلد

عرضِ مرتب

پیش لفظ از ڈاکٹر رفیع الدین اشٹی

(حصہ اول) اقبال اور انہم از غلام مجی الدین قصوری۔ علامہ اقبال، میری نظر میں از سرطان اللہ خاں۔

میرے پھیں کی یادداشت از اے رزاق۔ علامہ اقبال سے ایک یادگار ملاقات از شیخ عبدالحسین

ایڈ ووکیٹ۔ اقبال از اغا حیدر حسن مرزا حضرت علامہ اقبال سے سلسہ نیازمندی از اصغر حسین خان

نظریہ حیانوری۔ یار اقبال از اصغری ہمایوں مرزا۔ ڈاکٹر اقبال از صیاغ الدین احمد برلن۔ ڈاکٹر اقبال سے

پہلی ملاقات از سید زوال الغفار علی بنماری۔ اقبال اور طالب علم از حاجی سردار محمد۔ اقبال سے

ملاقات از یوسف حسین خان۔ یار اقبال از جیل قددامی۔ اقبال از مشتاق احمد وجہی۔ علامہ اقبال

از مولیٰ فیروز الدین۔ علامہ اقبال، میری طالب علمی کے تاثرات از فضل حمید۔ ڈاکٹر اقبال از پروفیسر

محمد مجیب۔ اقبال سے ملاقات از خان عبدالغفار خان۔ اقبال از کنزیل بشیر حسین زیدی۔ شاعر

مشرق علامہ اقبال سے چند ملاقاتیں از سید بادشاہ حسین۔ علامہ اقبال، ملاقاتیں، یادیں، تاثرات

از فراب مشتاق احمد خاں۔ علامہ اقبال از چراغ حسن حسرت۔ اقبال (۱۸۷۳ء-۱۹۴۸ء) از

عبدالمجید دریا بادی۔ اقبال از محمد علی غور پاشا۔ علامہ اقبال کا انتشار از ممتاز حسن۔ علامہ اقبال

چند یادیں از نجم الدین عشرت - اقبال تاثرات و مشاہدات از رئیس احمد جعفری - اقبال کا سفر افغانستان
 چند یادیں از مقبول احمد - اقبال از محمد اسد - علامہ اقبال کی نیارت از فیض لدھیانوی - اقبال سے
 ایک ملاقات از داکٹر ریاض الحسن - اقبال، چند یادیں از ملک افتخار علی - وضع سادہ از داکٹر السعد
 مسعود - علامہ اقبال کے سلسلہ چند تھے از محمد ایاس - کشمیر اور داکٹر اقبال از شیعہ محمد عبد اللہ - اقبال
 سے میری پہلی ملاقات از ابو محمد مصلح - اقبال از شورش کاشمیری تاثرات از چودھری محمد عبد اللہ خاں
 اقبال از شوکت تھانوی - اقبال از جواہر لال نسرویوم اقبال از اسلام جیراج پوری - حضرت علامہ اقبال
 سے آخری ملاقات از غلام احمد پریز - حضرت علامہ اقبال از شیعہ عبد الشکور - دامت راز داکٹر
 اقبال از خواجہ غلام اسمیدین -

حصہ دوم : اقبال درون خان

میرا بھائی از کریم بی - چیقل اور اک از آفتاب اقبال - آباجی از بیگم منیرہ صلاح الدین - اقبال، ایک
 تاثر از بیگم محمودہ ریاض - اقبال، چند تاثرات از خالصوفی - اقبال کے حضور از سس
 ڈورس لینڈور

حصہ سوم : تاثرات

نقی محمد خان - شاہد احمد رہلوی - علی تجش - نذیر احمد - آقابید از سخت رسم محمد شفیع - قاضی گوہر الرحمن
 لواب بہادر بار جنگ - محمد اختر - عرش ملیانی - جانباز سرزما - علم الدین سلاکت جسٹس ایس اے حمل
 سندباد جہازی - فلام رسول مهر - ابو الحسن علی ندوی - عبدالرازاق کانپوری -

اشاریہ

عالم خوند میری، پروفیسر امرتب: محمد طہیر الدین احمد]

اقبال، کشش اور گرینز: اقبال ایکٹریٹی، مدینہ میونشن، ناران گورنہ ہجرہ آباد (اندھرا پردیش) فوری ۱۹۵۴ء

۱۶۰ ص - ۱۲۸۲۲ س - ۲۰ روپے کاغذی جلد

بیان و دست آریاچہ [از خلیل اللہ حسینی

پیش لفظ از محمد طہیر الدین احمد

خجالت: انسانی تقدیر اور وقت - فکر اقبال میں شخصیت، تقدیر اور وقت - "زمان" اقبال کے شاعرانہ
 عرفان کے آئینے میں - جاوید نامہ، فکری پیمنہ - اقبال اور تصوّف، کشش اور گرینز - مشرق اور مغرب
 علامت اور روایت - شخص اور تنوع - سر سیدی سے اقبال تک زمینی سفر انداشت دری کی روایت -

مسجد قرطبی حیاتِ عالم، بیک نظر از سرتب

فتح محمد ملک

اقبال — فکر و عمل : بزم اقبال کلب روڈ لاہور۔ ۱۹۸۵ء۔ ۱۶۰ ص - ۲۱۳۴ س۔ ۲۲۷ روپے ملہ

پیش نظر از احمد ندیم قاسمی - ابتداییه از مصنف

مخالات: اقبال، مجموعہ افسدار یادداشتے راز ہے۔ اقبال ابشارتِ نبوت اور تصریر پاکستان۔ اقبال اور سر زمین پاکستان۔ پاکستان اور مشکلاتِ لا الہ۔ اقبال امر ہماری ثقافتی تشکیل نو۔ اقبال امر ہماری ادبی تشکیل نو۔

شمیے: اقبال اور سر زمین پاکستان [سیلیم احمد اور صنف کے درمیان ایک مکالمہ بصورتِ مکاتیب] مسجد قرطہ، ایک سلسلہِ خیال کے تعاقب میں

لیکم صدیقی، داکٹر

ابوالکا تصریح انقلاب اسلامی: مسلم آسٹریلیا ٹیوٹ لندن۔ [۱۹۸۵ء] ۱۲ ص ۲۰۴م/۱۳۷۴ھ-ق

محمد حسن الاعظمي

اللّٰهُمَّ اسْلَمْ مِيَةُ الْخَالِيَّهُ اسْلَامٌ كَمَا دَرَرْتُ بِهِمَا [مِنْ] مِنْجِنْگ دَارِكَثْرَ الْأَذْهَرِ كَوَافِرْ سِيرَه
سُوكَشِیْلِیْلَه کَرِاچی - اپریل ۱۹۸۳ء - ۱۸۲۴ھ - ۳۰ مِرچے نیشنل جلڈر

[ابطال سے متعلق مصنف کی متفرق تحریریں جو قبل ازیں "المجاہۃ و الموت فی فلسفہ اقبال" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہیں۔ سعدی کی منتخب حکایات سع عربی ترجمہ سابقہات اورہ اسلام سے متعلق بعض اخبار کی متفرق تحریریں۔ اقبال کی بعض نظموں کا عربی ترجمہ]

محمد ریاض مدفأٹر

افراداتِ اقبال: مقبول ایکٹھی ۱۹۹ - سرکار دڑچوک آمار کلی لاہور۔ [۱۹۸۵] ص ۳۱۶

روپے مغلہ

پیش‌گفتار از رحیم‌نگاش شامیں

مقالات خراج حکیم - حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت ابو عبیدہ ثقیفی (رحمۃ اللہ علیہم) اقبال اور وحدت ملی۔ اقبال، اسلامی نصر را دب کا عظیم نرجھان۔ اقبال، خدا آموز مفکرین کے نمرے میں۔ اقبال کا تصور مسلم و تعلیم۔ انسال اور معاشرے کی تغیریوں۔ اقبال اور معاشرتی انصاف۔ علاوه اقبال کا عکس آہنگ۔ گھل لالہ کی ادبی روایات اور اقبال۔ اقبال کے متراff اشعار۔ امناf سخن میں اقبال

کی جذبیت۔ اقبال اور ان کی فارسی شاعری [سید محمد راعی الاسلام کے فارسی مخالے کا ترجمہ] افغانستان اوسایران میں اقبال شناسی۔ اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلباء) تازہ پتازہ، نوہ نور ترکیب اقبال۔ اقبال اور جوہر کے روابط۔ پروفیسر غزیبزادہ (مرحوم) کی اقبال شناسی۔ اقبال کا ایک دلوں افگنیز ترکیب بند (زمینہ الجم) علامہ اقبال اور مسلم خواہین کی جدالگانہ یونیورسٹیاں اقبال اور نژاد بنو۔ علامہ اقبال اور تصور ریاست اسلامی۔

محمد ریاض، ڈاکٹر (مترجم)

شہپر جبریل [مصنف: پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل] : گلوب پبلشرز، لاہور ۱۹۰۵ء۔ ۸۰ھ ص۔ ۲۳۲۫ سس۔ ۶۶ روپے مجلہ
تعارف از ڈاکٹر غلام علی الائما
مقدمہ از مترجم

کاترجمہ

Gabriel's Wing

[محمد ریاض، ڈاکٹر (رابطہ رکارڈ)]

اقبال کی اردو نشر: علامہ اقبال اور پن یونیورسٹی اسلام آباد۔ [۱۹۸۵ء] - ۲۴ ص۔ ۲۴۲۵ سس۔
ق ن [بی اے اقبالیات کی نصابیت کتاب]

نصابی یونٹ: اقبال کی اردو نشر نگاری از حیم نخش شاہین۔ پھوس کی تدبیم و زربت از ڈاکٹر مشاق احمد گورا۔ دیباچہ علم الاقتصاد از اقبال سخت۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادبی تبصرہ از نشار احمد فرشتی۔ دیباچہ پاپا مشرق از ڈاکٹر سید محمد اکرم۔ اقبال کے بیانات و خطبات (۱) مغل میلاد انبی صلی اللہ علیہ وسلم از ڈاکٹر محمد ریاض اقبال کے بیانات امداد خطبات (۲) اشتراکیت اور اسلام ہمماں کی جدالگانہ جنیت ہنطیہ صدرت ادارہ معارف اسلام پر از کرم جیدری۔ مکاہیر اقبال (۱) انساب برہیں کھودی۔ مکاہیر اقبال (۲) از ڈاکٹر نجم الاسلام

اقبال کی فارسی شاعری: علامہ اقبال اور پن یونیورسٹی اسلام آباد۔ ۱۹۸۳ء۔ ۵۱ ص۔ ۲۴۲۶ سس۔ ۲۵ روپے۔ [بی اے اقبالیات کی نصاب کتاب]

نصابی یونٹ: علامہ اقبال کی فارسی شاعری، ایک نظر میں از سید محمد عبدالرشید فاضل۔ اقبال کی فارسی مشنویاں از حیم نخش شاہین۔ اقبال کی فارسی شاعری میں ہدیت کے تجربے از ڈاکٹر سید محمد اکرم۔ پاپا جو انان از ڈاکٹر خواجہ حبیب زد افی۔ فارسی دوستیاں (رباعیات) از کرم جیدری۔ اقبال کے اردو اور فارسی کے مترادف اشعار از ڈاکٹر محمد ریاض۔ غربیات اقبال (از پیام مشرق) از نظیر عدیقی غربیات اقبال

(از زبورِ حجم) از محمد افروز مسعود۔ نیماری فارسی قرائعد از داکٹر محمد ریاض

منظفر حسین بہنی، سید

محب وطن اقبال: ہر یادِ ساہتیہ اکادمی، چندی گڑھ۔ طبع دسم: ۱۹۸۵ء۔ ۱۶۸ ص۔ ۲۱۱۳۴۲۱۳ م۔ ۲۵

روپے مجلد

مباحث: وطنی پرستی۔ ہندوستانی تک رو فلسفہ کا اثر۔ تحریک آزادی۔ قومی یکت جمیت، بخشی زندگی کے آئینے میں۔ اقبال اور پاکستان۔ نظر بازگشت۔

مقبول انور داؤردی

علامہ اقبال سوال و جواب میں: فیر و نہ سنز لیڈل لارڈ [۱۹۸۵ء] ۱۲۸ ص۔ ۱۲۴ م۔ ۱۰ روپے

کاغذی جلد

[اقبایات سے متعلق سوالات و جوابات — پہلے اقبال کو تزا]

منہاج الدین، داکٹر ایس ایم

افکار و تصوراتِ اقبال: کاروانِ ادب، ملتان صدر۔ ۱۹۸۵ء۔ ۳۰ ص۔ ۲۱۲ م۔ ۱۲۴ م۔

۳۲/۵۰ روپے کاغذی جلد

سوت کی ایک انسٹی لائیاچر [از مصنف

مباحث: شخصیت اور شاعری۔ اقبال کا فلسفہ و تعلیم۔ اقبال کا فلسفہ خودی۔ اقبال کا تصور مردم من اقبال کا تصور ملت۔ اقبال کا تصور سیاست۔ اقبال اور تحریک پاکستان۔ اقبال کا خطیہ ال آباد اقبال کا نظریہ اجتہاد۔ اقبال کا تصور عیش

کتابیات

میزرا ادیب

مطالعہ اقبال کے چند پہلو: بنیم اقبال لاہور۔ ۵ مارچ ۱۹۸۵ء۔ ۲۳۹ + ۸۰ ص۔ ۲۰۰ م۔ ۱۳۴ م۔

۲۵ روپے مجلد

پیرا یہ آغاز از پرڈ فیس میزرا محمد منور

مقالات: علامہ اقبال بچوں کے لیے۔ علامہ اقبال کی ایک مشنوی، مسافر۔ علامہ اقبال کی ایک اور مشنوی "بس چیز باید کر د۔" علامہ اقبال کی دعائیں۔ علامہ اقبال اور مغربی تہذیب۔ علامہ اقبال کا ایک شالی شهر۔ علامہ اقبال اور کربک شب تاب۔ علامہ اقبال کی حکایات (اسرارِ خودی اور روزِ خودی میں سے)

[اقبال، کامل] نیزم اقبال، لاہور ۱۹۸۵ء۔ ۸۱۰۴ مس

Versatile Iqbal

۲۱۳۶ء۔ ۱۵ ص - ۵۵ روپے مجلد

پیش نقطہ از مرتب

مقالات: اقبال بطور ایک سہیرو، اور ان کے ہمیر و ایم انور رون۔ اقبال کی خودی اس کے معنی اور فناصر اسکام از رفت حسن طویل کی۔ انسانی خودی بطور ایک تخلیقی غصہ کے بارے میں اقبال کا نظر پر از کے اے حامد۔ کائنات میں انسان کے مقام کے بارے میں اقبال [کے خیالات] از الیں اے رحمن۔ انسان اور معاشرے کے بارے میں اقبال کا تصور از بی۔ اے ڈار۔ اقبال کے عربی، اقتبادی مصلحانہ نظریات اور نصب العین از ایں ایں مے۔ اقبال کا معاشی فلسفہ از خواجه احمد سعید۔ اقبال اور پاکستان کے نصب العین از جے ایں بالجون۔ اقبال اور مسلم کھڑا رے آر جم۔ اقبال کا اسلام اور حبید دوارہ جگن ناتھ آزاد کیا ندہب مکن ہے؟ از بعد القیوم ڈاکٹر محمد اقبال کے تصور تغیر کی سائنسی بنیاد از ایں۔ ایں۔ مے۔ اقبال کا تصور عقل از محمد معروف۔ توحید کی معنویت اور اس کے مظاہر کے بارے میں اقبال کے نظریات از ڈاکٹر محمد ریاض۔ اقبال کی ما بعد الطیبیات اور دانتے از پروفیسر اشرف حسینی۔ روایتی تصوف میں اقبال کا [بر پا کردہ] انقلاب از حافظ عیاد الدین فاروقی۔ اقبال اور علمہ المثلی از ڈاکٹر محمد معروف۔ اقبال کی ابتدائی منظومات کا تاریخی پس منظر از بی۔ اے ڈار۔ اقبال نے پیام مشرق کیے لکھی؛ از پروفیسر حمید احمد خاں۔ گوئٹے کو اقبال کا خراج عقیدت از ڈاکٹر ممتاز حسن۔ مستقبل کے مطاعت اقبال پر چند خیالات از اینی میری شعل۔

اقبال لاہوری درکتا بھائے درسی جمہوری اسلامی ایران: وزارت اموزش و پرورش تهران۔ پانیہر ۳۰۰۳

[۱۹۸۲ء۔ ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۴۱۰، ۳۴۱۱، ۳۴۱۲، ۳۴۱۳، ۳۴۱۴، ۳۴۱۵، ۳۴۱۶، ۳۴۱۷، ۳۴۱۸، ۳۴۱۹، ۳۴۲۰، ۳۴۲۱، ۳۴۲۲، ۳۴۲۳، ۳۴۲۴، ۳۴۲۵، ۳۴۲۶، ۳۴۲۷، ۳۴۲۸، ۳۴۲۹، ۳۴۲۱۰، ۳۴۲۱۱، ۳۴۲۱۲، ۳۴۲۱۳، ۳۴۲۱۴، ۳۴۲۱۵، ۳۴۲۱۶، ۳۴۲۱۷، ۳۴۲۱۸، ۳۴۲۱۹، ۳۴۲۲۰، ۳۴۲۲۱، ۳۴۲۲۲، ۳۴۲۲۳، ۳۴۲۲۴، ۳۴۲۲۵، ۳۴۲۲۶، ۳۴۲۲۷، ۳۴۲۲۸، ۳۴۲۲۹، ۳۴۲۳۰، ۳۴۲۳۱، ۳۴۲۳۲، ۳۴۲۳۳، ۳۴۲۳۴، ۳۴۲۳۵، ۳۴۲۳۶، ۳۴۲۳۷، ۳۴۲۳۸، ۳۴۲۳۹، ۳۴۲۳۱۰، ۳۴۲۳۱۱، ۳۴۲۳۱۲، ۳۴۲۳۱۳، ۳۴۲۳۱۴، ۳۴۲۳۱۵، ۳۴۲۳۱۶، ۳۴۲۳۱۷، ۳۴۲۳۱۸، ۳۴۲۳۱۹، ۳۴۲۳۲۰، ۳۴۲۳۲۱، ۳۴۲۳۲۲، ۳۴۲۳۲۳، ۳۴۲۳۲۴، ۳۴۲۳۲۵، ۳۴۲۳۲۶، ۳۴۲۳۲۷، ۳۴۲۳۲۸، ۳۴۲۳۲۹، ۳۴۲۳۳۰، ۳۴۲۳۳۱، ۳۴۲۳۳۲، ۳۴۲۳۳۳، ۳۴۲۳۳۴، ۳۴۲۳۳۵، ۳۴۲۳۳۶، ۳۴۲۳۳۷، ۳۴۲۳۳۸، ۳۴۲۳۳۹، ۳۴۲۳۳۱۰، ۳۴۲۳۳۱۱، ۳۴۲۳۳۱۲، ۳۴۲۳۳۱۳، ۳۴۲۳۳۱۴، ۳۴۲۳۳۱۵، ۳۴۲۳۳۱۶، ۳۴۲۳۳۱۷، ۳۴۲۳۳۱۸، ۳۴۲۳۳۱۹، ۳۴۲۳۳۲۰، ۳۴۲۳۳۲۱، ۳۴۲۳۳۲۲، ۳۴۲۳۳۲۳، ۳۴۲۳۳۲۴، ۳۴۲۳۳۲۵، ۳۴۲۳۳۲۶، ۳۴۲۳۳۲۷، ۳۴۲۳۳۲۸، ۳۴۲۳۳۲۹، ۳۴۲۳۳۳۰، ۳۴۲۳۳۳۱، ۳۴۲۳۳۳۲، ۳۴۲۳۳۳۳، ۳۴۲۳۳۳۴، ۳۴۲۳۳۳۵، ۳۴۲۳۳۳۶، ۳۴۲۳۳۳۷، ۳۴۲۳۳۳۸، ۳۴۲۳۳۳۹، ۳۴۲۳۳۱۰، ۳۴۲۳۳۱۱، ۳۴۲۳۳۱۲، ۳۴۲۳۳۱۳، ۳۴۲۳۳۱۴، ۳۴۲۳۳۱۵، ۳۴۲۳۳۱۶، ۳۴۲۳۳۱۷، ۳۴۲۳۳۱۸، ۳۴۲۳۳۱۹، ۳۴۲۳۳۲۰، ۳۴۲۳۳۲۱، ۳۴۲۳۳۲۲، ۳۴۲۳۳۲۳، ۳۴۲۳۳۲۴، ۳۴۲۳۳۲۵، ۳۴۲۳۳۲۶، ۳۴۲۳۳۲۷، ۳۴۲۳۳۲۸، ۳۴۲۳۳۲۹، ۳۴۲۳۳۳۰، ۳۴۲۳۳۳۱، ۳۴۲۳۳۳۲، ۳۴۲۳۳۳۳، ۳۴۲۳۳۳۴، ۳۴۲۳۳۳۵، ۳۴۲۳۳۳۶، ۳۴۲۳۳۳۷، ۳۴۲۳۳۳۸، ۳۴۲۳۳۳۹، ۳۴۲۳۳۱۰، ۳۴۲۳۳۱۱، ۳۴۲۳۳۱۲، ۳۴۲۳۳۱۳، ۳۴۲۳۳۱۴، ۳۴۲۳۳۱۵، ۳۴۲۳۳۱۶، ۳۴۲۳۳۱۷، ۳۴۲۳۳۱۸، ۳۴۲۳۳۱۹، ۳۴۲۳۳۲۰، ۳۴۲۳۳۲۱، ۳۴۲۳۳۲۲، ۳۴۲۳۳۲۳، ۳۴۲۳۳۲۴، ۳۴۲۳۳۲۵، ۳۴۲۳۳۲۶، ۳۴۲۳۳۲۷، ۳۴۲۳۳۲۸، ۳۴۲۳۳۲۹، ۳۴۲۳۳۳۰، ۳۴۲۳۳۳۱، ۳۴۲۳۳۳۲، ۳۴۲۳۳۳۳، ۳۴۲۳۳۳۴، ۳۴۲۳۳۳۵، ۳۴۲۳۳۳۶، ۳۴۲۳۳۳۷، ۳۴۲۳۳۳۸، ۳۴۲۳۳۳۹، ۳۴۲۳۳۱۰، ۳۴۲۳۳۱۱، ۳۴۲۳۳۱۲، ۳۴۲۳۳۱۳، ۳۴۲۳۳۱۴، ۳۴۲۳۳۱۵، ۳۴۲۳۳۱۶، ۳۴۲۳۳۱۷، ۳۴۲۳۳۱۸، ۳۴۲۳۳۱۹، ۳۴۲۳۳۲۰، ۳۴۲۳۳۲۱، ۳۴۲۳۳۲۲، ۳۴۲۳۳۲۳، ۳۴۲۳۳۲۴، ۳۴۲۳۳۲۵، ۳۴۲۳۳۲۶، ۳۴۲۳۳۲۷، ۳۴۲۳۳۲۸، ۳۴۲۳۳۲۹، ۳۴۲۳۳۳۰، ۳۴۲۳۳۳۱، ۳۴۲۳۳۳۲، ۳۴۲۳۳۳۳، ۳۴۲۳۳۳۴، ۳۴۲۳۳۳۵، ۳۴۲۳۳۳۶، ۳۴۲۳۳۳۷، ۳۴۲۳۳۳۸، ۳۴۲۳۳۳۹، ۳۴۲۳۳۱۰، ۳۴۲۳۳۱۱، ۳۴۲۳۳۱۲، ۳۴۲۳۳۱۳، ۳۴۲۳۳۱۴، ۳۴۲۳۳۱۵، ۳۴۲۳۳۱۶، ۳۴۲۳۳۱۷، ۳۴۲۳۳۱۸، ۳۴۲۳۳۱۹، ۳۴۲۳۳۲۰، ۳۴۲۳۳۲۱، ۳۴۲۳۳۲۲، ۳۴۲۳۳۲۳، ۳۴۲۳۳۲۴، ۳۴۲۳۳۲۵، ۳۴۲۳۳۲۶، ۳۴۲۳۳۲۷، ۳۴۲۳۳۲۸، ۳۴۲۳۳۲۹، ۳۴۲۳۳۳۰، ۳۴۲۳۳۳۱، ۳۴۲۳۳۳۲، ۳۴۲۳۳۳۳، ۳۴۲۳۳۳۴، ۳۴۲۳۳۳۵، ۳۴۲۳۳۳۶، ۳۴۲۳۳۳۷، ۳۴۲۳۳۳۸، ۳۴۲۳۳۳۹، ۳۴۲۳۳۱۰، ۳۴۲۳۳۱۱، ۳۴۲۳۳۱۲، ۳۴۲۳۳۱۳، ۳۴۲۳۳۱۴، ۳۴۲۳۳۱۵، ۳۴۲۳۳۱۶، ۳۴۲۳۳۱۷، ۳۴۲۳۳۱۸، ۳۴۲۳۳۱۹، ۳۴۲۳۳۲۰، ۳۴۲۳۳۲۱، ۳۴۲۳۳۲۲، ۳۴۲۳۳۲۳، ۳۴۲۳۳۲۴، ۳۴۲۳۳۲۵، ۳۴۲۳۳۲۶، ۳۴۲۳۳۳۷، ۳۴۲۳۳۳۸، ۳۴۲۳۳۳۹، ۳۴۲۳۳۱۰، ۳۴۲۳۳۱۱، ۳۴۲۳۳۱۲، ۳۴۲۳۳۱۳، ۳۴۲۳۳۱۴، ۳۴۲۳۳۱۵، ۳۴۲۳۳۱۶، ۳۴۲۳۳۱۷، ۳۴۲۳۳۱۸، ۳۴۲۳۳۱۹، ۳۴۲۳۳۲۰، ۳۴۲۳۳۲۱، ۳۴۲۳۳۲۲، ۳۴۲۳۳۲۳، ۳۴۲۳۳۲۴، ۳۴۲۳۳۲۵، ۳۴۲۳۳۲۶، ۳۴۲۳۳۲۷، ۳۴۲۳۳۲۸، ۳۴۲۳۳۲۹، ۳۴۲۳۳۳۰، ۳۴۲۳۳۳۱، ۳۴۲۳۳۳۲، ۳۴۲۳۳۳۳، ۳۴۲۳۳۳۴، ۳۴۲۳۳۳۵، ۳۴۲۳۳۳۶، ۳۴۲۳۳۳۷، ۳۴۲۳۳۳۸، ۳۴۲۳۳۳۹، ۳۴۲۳۳۱۰، ۳۴۲۳۳۱۱، ۳۴۲۳۳۱۲، ۳۴۲۳۳۱۳، ۳۴۲۳۳۱۴، ۳۴۲۳۳۱۵، ۳۴۲۳۳۱۶، ۳۴۲۳۳۱۷، ۳۴۲۳۳۱۸، ۳۴۲۳۳۱۹، ۳۴۲۳۳۲۰، ۳۴۲۳۳۲۱، ۳۴۲۳۳۲۲، ۳۴۲۳۳۲۳، ۳۴۲۳۳۲۴، ۳۴۲۳۳۲۵، ۳۴۲۳۳۲۶، ۳۴۲۳۳۲۷، ۳۴۲۳۳۲۸، ۳۴۲۳۳۲۹، ۳۴۲۳۳۳۰، ۳۴۲۳۳۳۱، ۳۴۲۳۳۳۲، ۳۴۲۳۳۳۳، ۳۴۲۳۳۳۴، ۳۴۲۳۳۳۵، ۳۴۲۳۳۳۶،

ص-۲۹۲۱ کا سم نگران: ڈاکٹر فیض الدین ہاشمی

ابواب: احوال و آثار۔ اردو میں شرح نویسی کی روایت اور یوسف سلیمانی۔ شرح دیوان غالب۔ شرح بہگ، درا۔ شرح بال جبریل۔ شرح ضرب ٹکیم۔ شرح ارمنیان حجاز۔ شرح تلمیحات و مشکلات اکبر۔ یوسف سلیمانی۔ یکثیت شارح اردو۔

یامین کوثر

شیر احمد دار، بطور اقبال شناس: شعبہ اور در پنجاب پنجرہ برستی اور یونیٹ کالج لاہور ۱۹۸۵ء۔ ص-۱۹

ص-۲۱ کا سم نگران: ڈاکٹر فیض الدین ہاشمی

ابواب: حیات و لصانیف۔ تنقید اقبال۔ ترجمہ اقبال۔ مزیدات اقبال۔ مجموعی جائزہ۔

کتابیات

فرن طاہرہ نقوی

کلام اقبال میں قرآنی تلمیحات کا جائزہ: شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب پنجرہ برستی لاہور ۱۹۸۵ء۔ ص-۱۵

ص-۲۱ کا سم نگران: ڈاکٹر امان اللہ خاون

ابواب: تلمیح کا مفہوم اور اس کے اسلوب۔ شرعاً کے کلام میں تلمیحات کی مثالیں۔ کلام اقبال میں قرآنی تلمیحات کے انداز۔ اردو کلام میں تلمیحات، قصص قرآن دل آیات قرآن۔ فارسی کلام میں تلمیحات، قصص قرآن دل آیات قرآن۔

مصادر

اقبال نمبر

احمد ندیم فاسی	}
یونس جاوید	
احمد رضا	

صحیفہ: مجلس ترقی ادب لاہور۔ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء۔ ص-۱۰۲، ۲۰۱۴۸ سم۔ ۸ روپے کافی جلیل
مسایین: اقبال کے ایک پیر د مرشد، اکبر لار آبادی از ڈاکٹر غلام حسین ذوالعقائد۔ افتاب اقبال
از محمد عبداللہ قریشی

مناکرہ: اقبالیات، ایک جائزہ۔ شرکاء: احمد ندیم فاسی پرورد فیض رزا محمد منور۔ عبد اللہ قریشی۔

ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا - سراج منیر - سعادت سعید - ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی
[اس شمارے کے تین صفحیں اقبالیات سے غیر متعلق ہیں]

حجید جملی (ایڈیٹر)

امر فرمان: روزنامہ امر فرزا لاہور - ۲۱ اپریل ۱۹۸۵ء - ۳۴ ص

مقالات: اقبال اور شیخ نور الدین (رشی) فلسفی از کلیم اختر حکیم مشرق کی قیادت میں لاہور کی عوامی تحریکیں از
عبدالقدیر رشک - زندہ رو د [بصرو] از شیمیم احمد - علامہ اقبال اور ہمارے نوجوان از صوفی گھرزا احمد۔
اقبال، پیامبر خودی از طاہر لاہوری حکمت اقبال کے حقائق و معارف از عشرت رحمانی اقبال اور
لقصہ عشق از پردیس شہ طاہر القادری - حیاتِ اقبال ایک نظر میں [مصنف نامعلوم]
منظومات از حکیم راحت نیم سوہنی - ریتیق ناز

حجید جملی (ایڈیٹر)

امر فرمان: روزنامہ امر فرزا لاہور - ۹ نومبر ۱۹۸۵ء - ۳۴ ص

مقالات: اقبال اور مجدد الائٹا مرہ فوق از کلیم اختر - علامہ اقبال کا نظریہ پاکستان از ڈاکٹر حیدر عشت
علامہ اقبال اور مسئلہ توحید از عشرت رحمانی - اقبال کے کلام میں تنبیہات از مسٹر در شہوار جبیل اقبال
اور حدیث نبوی از عبدالشید عراقی - اقبال کا تصور خودی از پردیس شہ طاہر انفارمی حیاتِ اقبال،
ایک نظر میں از محمد عظیم اقبال - اقبال اور مقام رسالت از سیدہ عابد علی عابد حیاتِ اقبال تاریخ
کے آئینے میں از ملی کے دل — اداریہ بعنوان: اقبال

شفاعت، ایم

مغربی پاکستان: دفتر روزنامہ مغربی پاکستان بیڈن روڈ لاہور - ۹ نومبر ۱۹۸۵ء - ۸ ص

مقالات: اسلام اور عشق، رسالت ایک علامہ اقبال کی شاعری کے نیادی پبلو میں از شبہاز بخت - علامہ
اقبال کا فکر و فلسفہ اور نظریہ تعلیم از ڈاکٹر سکین علی حجازی - علامہ اقبال، اسلام کے مشعل بدمار اور
وحدت اسلامیہ کے علمبردار از عباد الجبار خالد مفتکر پاکستان علامہ محمد اقبال از محمد اصف بھلی - اقبال، انسانی
عظمت کے نقیب از ڈاکٹر عبادت بریلوی - علامہ اقبال ایک عظیم فکر اور فلسفی شاہزادہ محمد ظہیری
نظم: از اخگر جاندھری

ضیاء الاسلام النصاری (چیف ایڈیٹر)

مشرق: روزنامہ مشرق لاہور - ۲۱ اپریل ۱۹۸۵ء - ۳۴ ص

مقالات : علامہ اقبال کی ازدواجی زندگی [مصنف نامعلوم] - آرٹ، علامہ اقبال کی نظر میں ازابراجین۔

علامہ اقبال اور عالمی مفکرین از نگہت پر دین - نظم از حکیم راحست نسیم سوہنہ ری

مشرق : روزنامہ مشرق لاہور - ۹ نومبر ۱۹۸۵ء - ۸ + ۹ ص

مقالات : علامہ اقبال کا تصور جسموریت از محمد شریف بقا - پیغمبر سلطان "محمدی سورانی اور صلاح الدین

ایوبی از ذاکر محبین الدین عقیل - علامہ ذاکر محمد اقبال از سید طاہر علی رضوی - علامہ اقبال نے

بڑھن سامراج کے عوام اور سازشوں کا راز فاش کر دیا از محمد علی عارف - علامہ اقبال، محنت کشوں

کے انقلابی شاعر از خورشید احمد - علامہ اقبال اور حریت و آزادی از عترت رحمانی حکیم الامات کا

تصور آزادی از شاہ مصباح الدین شکیل حضرت علامہ اقبال، مہد و سال کے ہمیئے میں از ذی کے دل۔

شام مشرق، استحاد اسلامی کے سب سے بڑے نقیب از محمد سرور نوید - اقبال کا شاہین از پروفیسر

محمد احمد شاد، علامہ مرحوم کی اولیا اے اسلام سے عقیدت از مک محمد افضل صابر - نوجوان نسل کو فکر اقبال

سے روشناس کیجیے از فضل غظیم خطبۃ الا آباد از محمد اصف بھلی

مجید نظامی (ایڈٹر)

نوازے وقت : روزنامہ نوابے وقت لاہور ۱۲ اپریل ۱۹۸۵ء - ۸ + ۹ ص

مقالات : پاکستانی مسائل اور اجتہاد از صاحبزادہ ساجد الرحمن - علامہ اقبال، آخری لمحے، آخری آراء

از ذاکر جاوید اقبال - علامہ اقبال کے شب و روز کیے گزرے؛ از بعداً مجید میاں - [سابق ایڈٹر

پاکستان ریویو] اقبال کا فکری ارتقاء از وقار بنا لوی - خدا کر تجھے تیرے مقام سے آگاہ، از

پروفیسر محمد منور - فقط امر ورز ہے تیرا زمانہ از پروفیسر محمد سلیم - تجدیلات کلیم و مشاہدات حکیم [افتتاحات]

مرتبہ عترت رحمانی - اقبال ایک دمی، نیا سال نئے منصوبے، از نوابے وقت فیچر

نوابے وقت : روزنامہ نوابے وقت لاہور - ۹ نومبر ۱۹۸۵ء، ۷ + ۸ ص

مقالات : علامہ اقبال اور قائد عظیم از ذاکر وحید عترت - اقبال ہیورپ میں [سعیدا ختر درانی کی کتاب

پر بصرہ] از ذاکر صدیق شبیل - ملت اسلامیہ کا نقیب از بعدہ الجبار خالد - اقبال اور جمہوری سیاست

کا سفر از سید افضل حیدر - اردو غزل پر اقبال کے احسانات از پریشان خٹک - روس میں اقبال کی

مقبوسیت از جگن ناہ آزادہ اقبال، ایجاد اے اسلام کا نقیب از ذاکر جاوید اقبال - عشق کے درونہ

کاظر کلام اور ہے از سیکم شاقبہ رحم الدین - اقبال کے تاقیدین از ذاکر منظور احمد - اسلامی نشاة ثانیہ

کے روشن امکانات از پروفیسر محمد منور - اقبال کے انقلابی پیغام سے ہمارا سلوک از پروفیسر محمد سلیم -

اقبال، بستہ مقالات سے تحریک آزادی کی رائہنگانی ازم۔ ش۔ ملتِ اسلامیہ کا درخشندہ نارہ از قدر اندری
اور یہ بعنوانی: اتحادِ عالمِ اسلامی کے بیانے سے اقبال
منظومات از مظفر و ارشی - گفتارِ خیالی - پروفیسر محمد منور

محمد احمد (ایڈٹر)

حریت: روزنامہ حریت کراچی - ۹ نومبر ۱۹۸۵ء - ۱۰ ص

مقالات: ملت بیضا پر ایک سعفانی نظر از علامہ اقبال، ترجمہ از مولانا ظفر علی خان۔ اقبال ایک باب کی حیثیت
سے از ڈاکٹر جاوید اقبال۔ اقبال کی زندگی میں اہل لاہور نے یوں اقبال انتہائی شاندار طریقے سے
منایا از عابد علی عابد۔ اقبال، میرا دوست از مولانا ظفر علی خان۔ علامہ اقبال، ملی سیاست کے
آئینے میں از قاضی عبدالرسول۔ اقبال کا پیغام آزادی از نواب زادہ یافت علی خان۔ حیات اقبال، ایک
نظر میں ماخوذ از روزگار فقیر۔

محمد احمد مدنی (ایڈٹر)

جارت: روزنامہ جارت کراچی - ۹ نومبر ۱۹۸۵ء - ۸ ص

مقالات: مسلمانوں کی سیاسی بیداری میں اقبال کا حصہ از ڈاکٹر محمود یہیں۔ فلسفہ اقبال میں راہ
حیات از ڈاکٹر یوسف حسین۔ کیا اقبال جمہوریت کے مخالف تھے؟ از عبد الحکیم عابد۔ تاریخ ساز اقبال از
غالب عرفان۔ اقبال کا تصور آزادی از سعید الرحمن

منظومات: از آشم میرزا۔ شہباز امرد ہوی۔ گفتارِ خیالی۔

صطفیٰ صادق (ایڈٹر)

رفاق: روزنامہ رفاق ۶، اے دارث روڈ لاہور - ۹ نومبر ۱۹۸۵ء - ۸ ص

مقالات: اقبال آنسے والے کل کا شاعر از پروفیسر ہارون ارشید بیسم۔ شامِ مشرق از شہباز بخت
نظام حکومت کی بحث اور اقبال از حمال جبیر صدیقی۔ اقبال اور نوجوان از توحید ربانی خان۔ علامہ مقبل
ایک درود مند شاعر از عبد الرحمن نیاز۔ اداریہ بعنوان: اقبال کا پیغام

شبول شریف (چیف ایڈٹر)

پاکستان ٹائمز: روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور - ۲۱ اپریل ۱۹۸۵ء - ۱۷ + ۱۴ ص

مقالات: قائدِ عظم اور علامہ اقبال از عبد القدر بن علی - اقبال کی محبت رسول از ڈاکٹر آنی۔ اے
ارشد۔ اقبال اور فطرت نگاری از پروفیسر احمد سعید۔ اقبال کا تصور ببارہت از ڈاکٹر اے علی محمد

مذہبی تجربے پر اقبال کے خیالات، از پروفیسر فیض اللہ شہاب۔ اقبال کا شعری فن اور ان کا اٹھائیں از طارق علی اصغر۔ اقبال کے تصور میں اسلامی ریاست از ایں ایم انھما رامحق۔ اقبال نے رومنی کو اپنا مرشد کیوں بنایا از ڈاکٹر نذری قبیصر۔

روزنامہ پاکستان ۱۰ مئی۔ لاہور

۹ نومبر ۱۹۸۵ء ۶ ص

مقالات : اقبال کا خواب پاکستان کے باسے میں از ایں کے جھی۔ امت بمقابلہ قومیت از پروفیسر محمد منور صرزا۔ اقبال ملک الشعرا بہار اور پاکستان از ڈاکٹر عبد الحمید عرفانی۔ علامہ اقبال تصور کے باسے میں از پروفیسر فیض اللہ شہاب خود کی کے عمرانی واقعیت میں معمراں از پروفیسر منظور صرزا۔ اقبال کی محبت رسول از ایں ایم انھما رامحق۔ وحدت الوجود سے انسان دوستی تک از ڈاکٹر آئی۔ اے ارشد مسلم قومیت کی نشوونما میں اقبال کا حصہ از شیر محمد گریا۔ اقبال کے تصور کا ثابت پر سعی کے اثرات از ڈاکٹر نذری قبیصر۔ اقبال۔ سرپاں سے انسان پرستی تک، لقاب پوش عظمت شکن از امان اللہ گندہ اپر۔ اقبال نے تجویز ل آزادی اکشیپر میں روح پھونک دی از میر عبدالعزیز۔ اقبال کا خواب از بشیر احمد

میر سکل الرحمن (رمیڈیڈ نٹ ایڈیٹر)

جنگ : روزنامہ جنگ لاہور۔ ۲۱ اپریل ۱۹۸۵ء

مقالات : اقبال کا تصور پاکستان [اداریہ از ایڈیٹر کہاں اقبال شناس بہت کم ہیں [انٹریو از ڈاکٹر جاوید اقبال] از تنور ڈھونکہ۔ فرمغ اقبالیات کیلئے یونیورسٹی ہیں تدریس شروع کی جانی چاہیے [پروفیسر محمد منور سے انٹریو] فکر اقبال کی اسلامی اساس [مصنف نامعلوم] اقبال کا فلسفہ فکر از ڈاکٹر نذری قبیصر

جنگ : روزنامہ جنگ لاہور۔ ۹ نومبر ۱۹۸۵ء ۱۲ ص

مقالات : شاعر مشرق کا تصور پاکستان از ڈاکٹر جاوید اقبال۔ اقبال، شاعر فطرت یا حریف فطرت؟ از ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مسئلہ فنا و بقا اور اقبال از ڈاکٹر نذری قبیصر۔ اقبال کے سیاسی افکار از سید افضل حیدر۔ علامہ اقبال از ہارون اکٹر شید بستم۔ اقبال حقیقتوں کا شاعر از انہر علی ضوی۔

قام نقوی (ایڈیٹر)

ماہنامہ: ماہنامہ نو، ۳۔ اے سبیب اللہ روڈ لاہور۔ اپریل ۱۹۸۵ء ۶۲ ص ۲۱۴۔ ۲۱۴ پچھے
مقالات : بھلیات اقبال کی کہانی از عبداللہ قربیشی۔ بخیر راہ، علامہ اقبال کی ایک طویل نظم از عارف بہادریں۔

علم اور دارفات روحانی پر اقبال کا خطبہ از مختار صدیقی۔ علامہ اقبال، نیات نظر از ڈاکٹر سلیم اختر اقبال اور مناظر قدرت از احمد سعید۔ جوانان ملت کے لیے اقبال کی منظوم دعائیں از ڈاکٹر محمد رضا پاس۔ فلک عطاء دیں زندہ رو دکا درود از پروفیسر اشرف حسینی۔ اقبال کا نظریہ جمہوریت از پروفیسر علی محمد خاں۔ اقبالیاً بجدا سعد ملتانی [جعفر بلوچ کی مرتبہ کتاب پر نصہ] از طاہر شادانی۔ علامہ اقبال اور قائد انظمہ از ڈاکٹر وحید عشت۔ اقبال ترجمان قرآن از طاہرہ صبیب احمد۔ اقبال کی شاعری کا ابتدائی دور از سکفتہ باز اقبال کے فکری مأخذات از نعمت الحق۔ علامہ اقبال اور عشقی رسول از نجگت پروین۔ منظومات: طفیل دارا۔ احمد نور حکمت اریب۔ ساغر شیدائی۔ شرکت مددی۔ حامیہ ندوی۔ [حمد و نعمت تابصرہ اور غزوں کا حصہ اقبال سے متعلق نہیں ہے]

ماہ نو: ماہ نامہ ماه نو ۱۹۸۳ء۔ اے حبیب اللہ سوڈ لاہور۔ نومبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۲۱۸۲۔ س ۲۱۸۳۔ رپے
مقالات: مصطفیٰ کمال آنا ترک (ظفر اور اقبال کی نظریں) از ڈاکٹر فلام حسین نواختہ۔ اقبال کا علم کلام
[علی عباس جلال پوری کی کتاب پر نصہ] از پروفیسر نظریہ صدیقی۔ علامہ اقبال اور بندہ مردو از مختار احمد عزیز۔
اقبال اور فلسطین از ڈاکٹر نسرین اختر۔ تهدیہ مغرب اور اقبال از ڈاکٹر وجہ عشت۔ رکھا تیب اقبال
از شوریہ فیصل شاہ

منظومات: از خواجہ عابد نظامی۔ وجید خالیہ سعیتی احمد نیز۔ ضمیم نیر
[حصہ اقبالیاً ص ۲۶۔ ۲۷۔ پر نصہ۔ باقی مندرجات اقبالیات سے غیر متعلق ہیں ہم]

متفرق مضامین و مقالات

آزادگانی، پروفیسر

تصویر: [از بگن ناخوازار] اقبال روپی لوہا لاہور۔ اپریل تا جون

Iqbal: Mind and Art

۱۹۸۵-۱۹۸۶ س ۱۲۶-۱۲۷

ابوسعید بنی

فکر اقبال، هفت روزہ آمادہ خلقن لاہور۔ ۵ نومبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۹-۲۱

ابوسلمان شاہ جہان پوری، ڈاکٹر

مولانا محمد علی سیحتیت، ماہر اقبالیات: قومی زبان، کراچی: حسنوری ۱۹۸۵ء۔ ص ۹-۱۳

ابو حاسن فاروقی

ڈاکٹر سعید اقبال : لاہور ، لاہور ۱۳ اگست ۱۹۸۵ء - ص ۲۰

اسرار احمد، ڈاکٹر

علامہ اقبال کا پیغام: حکمت قرآن لاہور - جمن ۱۹۸۵ء - ص ۲۵

اسرار احمد سہاروی

آئنگ اقبال کی حصہ صیات: فاران کراچی، اپریل ۱۹۸۴ء - ص ۱۹-۲۹

بشیر فاروقی

پیام اقبال، اقبال شاعر اسلامیہ [نظم] : انعام کراچی نومبر دسمبر ۱۹۸۵ء - ص ۱۰۱

پروفیز

اسلامی محکمہ کا تصور، اقبال کے نزدیک : طبع اسلام لاہور - نومبر ۱۹۸۵ء - ص ۷۱

توقیر احمد خاں

اقبال اور سنکرت : ہماری زبان دہلی، ۱۵، اکتوبر ۱۹۸۵ء - ص ۲-۱

ثاقب قریشی

علامہ اقبال کی سیرت اوس افکار کی اہمیت : انعام کراچی، نومبر دسمبر ۱۹۸۵ء - ص ۹۵-۹۸

علامہ اقبال کے افکار کی اہمیت: جنگ کراچی - ۲۹ نومبر ۱۹۸۵ء

جگن نانھا آزاد

اقبال اور انگمن حمایت اسلام : سه ماہی زبان و ادب، پٹنسہ - اپریل تا جون ۱۹۸۵ء

اقبال کی بعض نظیں اور ان کے مترک اشعار : سه ماہی "توازن" مالیکا وں نمبر ۶، ۱۹۸۵ء

انگستان جانے کی تیاری [رو را اقبال کا ایک غیر مطبوعہ باب] : ماہنامہ قومی راج نیشنی

اقبال اور جوش [قطع ۱] : مرتبخ پٹنسہ - سی ۱۹۸۵ء

اقبال اور جوش [قطع ۲] : مرتبخ پٹنسہ جو لائی تاد ستمبر ۱۹۸۵ء - ص ۲۸-۱۰

اقبال کی نظم میں اصنافِ سخن: اقبال روپیو، لاہور جنوری ۱۹۸۵ء - ص ۸۹-۱۱۶

پرمیم چندر اور اقبال : تخلیقی ادب ۵ [ماہنامہ اسلوب] کراچی ستمبر ۱۹۸۵ء - ص ۵۰۲-۵۱۵

محمد اقبال، میر سید شاہر : اقبالیات لاہور جو لائی تا ستمبر ۱۹۸۵ء - ص ۱۳۹-۱۵۲

جلیل عالی

اقبال، فکری توازن کی علامت جبریدہ ایسی کتاب، مکتبہ اڑنگ، پشاور۔ موسم گرما ۱۹۸۵ء ص ۱۳۹-۱۵۲

جیلٹ

اقبال کے پسندیدہ شاعر، جمیل مکتبہ ایڈنچر (مرتبہ: زینون بانو، ناج سعید) مکتبہ ارٹنگ پت دے۔
موسم گرام ۱۹۸۵ء ص ۲۷۵-۲۷۶

جیلانی کامران

غیر اقبال اور نشادہ نائیہ کے تعلیمی افسوس علی رویہ: نئی قدریں، جید آباد سندرہ - مئی جون ۱۹۸۵ء ص ۳۰۵-۳۰۶
ش ۱۴-۱۳ ص ۴۵-۴۶

حسن اختر، ڈاکٹر

اقبال کا سلسلہ ملازمت: اقبال ریویو لاہور، جنوری ۱۹۸۵ء ص ۱۹۲-۱۹۳

خالد رسول شیخ

اقبال، عشقِ رسول کے آئینے میں: کارروائی، ادبی مجلہ گورنمنٹ کالج جھنگ ۱۹۸۵ء ص ۸۹-۹۱

حیم خوش شایم

اقبال کا پہلا سفر لپرپ: اقبالیات لاہور، جولائی ۱۹۸۵ء تا ستمبر ۱۹۸۵ء ص ۱۱-۱۳

رسوگی، ڈاکٹر [تاریخ من]

[جگن نانھ اور مطالعاتِ اقبالیات]

Jagan Nath and Iqbalean Studies

اقبال ریویو لاہور، ڈاکٹر رشید احمد

رشید احمد

اقبال کا تصورِ زمان و مکان: جمیل مکتبہ، تیسرا کتاب مکتبہ ارٹنگ پشاور، موسم گرام ۱۹۸۵ء ص ۳۸۸-۳۸۹

رفعت حسن

[فلسفہ اقبال]

The Meaning and Role of Intuition in Iqbal's Philosophy

میں دھدکان کا مفہوم اور اس کا کردار: اقبال ریویو لاہور اپریل تا جون ۱۹۸۵ء ص ۴۰-۹۹

[اقبال کا فلسفہ فن] اقبال ریویو

Iqbal's Philosophy of Art:

لاہور - اکتوبر ۱۹۸۵ء ص ۱-۱۸

ریفع الدین ناشمی، ڈاکٹر

اقبال کی ایک نادر تحریر بہ سلسلہ جاوید نامر: کتاب نماہی - سئی ۱۹۸۵ء ص ۳۲۹-۳۳۹، بیساڑہ لاہور ۱۹۸۵ء
۱۹۸۶ء کے اقبالیاتی ادب کا جائزہ: اقبالیات لاہور، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۵ء ص ۵۵-۱۰۸

سرور الکبر آبادی، ڈاکٹر

ابوال کا فلسفہ خودی: قومی زبان کراچی۔ نومبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۹-۱۳

سلیم اختر، پروفیسر

ابوال، ملی وحدت کی نشانہ اثنانیہ کا علمبردار: "بھرپورہ" تیسرا کتاب مکتبہ ارشنگ پشاور۔ موسم گرم ماہ ۱۹۸۵ء

ص ۲۶۲-۲۸۵

شاہین شہید، ایں

ابوال کا تصور عشق: محفل لاہور۔ جنوری ۱۹۸۵ء۔ ص ۲۱-۳۶

شفیق احمد عزیز

ڈاکٹر اقبال اور جہاد: انہمار کراچی، نومبر دسمبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۹۹-۱۰۱

شمس الدین صدیقی، ڈاکٹر

آج کی دنیا اور اقبال: سب رس کراچی۔ نومبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۴-۱۱

شہزاد قبیصر

Iqbal's Analysis of Muslim Culture: A Critical Study

[اقبال کا

مسلم ثقافت کا تجربہ، ایک تنقیدی مطالعہ] : اقبال ریویو لاہور

اکتوبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۱۱-۱۲۲

ظفر الحسن، سید

علام اقبال کے خطبات پر سید ظفر الحسن مرحوم کا خطبہ صہارت (انگریزی متن) : المعارف لاہور۔

جولائی ۱۹۸۵ء۔ ص ۷-۳۱

صاحبہ بیان چلیسوی، ڈاکٹر

حکیم الامت، انہوں نے اگئی کے چراغ روشن کیے: جنگ کراچی۔ ۹ نومبر ۱۹۸۵ء

صلیح الدین عبد الرحمن، سید

زندہ روڈ کی تیسرا جلد: توائے دقت لاہور۔ ۲۳ نومبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۱-۱۲

عالم حسندیری، ڈاکٹر

زمان، اقبال کے شاعرانہ کشف کے آئینے میں: سب رس، حیدر آباد [بھارت] جنوری ۱۹۸۵ء

ص ۵-۲۸

عبدالحسن، پد و فیروزیہ

اقبال اور پاکستان کی نظریاتی اساس، قومی رہنمائی تقاضوں کا مترادج فکر و نظر، اسلام آباد۔ جوہلائی تا ستمبر

۱۳۶ - ص ۱۲۳ - ۱۲۹۸۵

عبدالرحمٰن قدوانی

تہرہ بر حیات اقبال کی گم شد کڑیاں (از محمد عبداللہ قریشی) ص ۸۳ - ۸۹

عبدالرشید فاضل

مشنوی روز بے خودی : فاران، کراچی۔ نومبر ۱۹۸۳ء - ص ۱۷ - ۲۲

عبدالشکور حسن، ڈاکٹر

ایران میں اقبال کی روزافزوں مقبولیت : حکمت قرآن اسلام آباد ش ۱- ۱۹۸۵ء - ص ۱۵

عبداللہ، ڈاکٹر سید

مطالعہ اقبال، چند ضروری پہلو: اور ینٹل کالج بیگنیز، یونیورسٹی اور ینٹل کالج لاہور ۱۹۸۳ء [اشاعت

مئی ۱۹۸۵ء] ص ۱- ۴۷، ۵۸، ش ۳ و ج ۵۹۔ شن ا۔ شمارہ مسلسل ۲۳۲۲۳۱

عبداللہ، ڈاکٹر سید (مترجم: ڈاکٹر آفتاب اصخر)

اقبال و تصوف: اور ینٹل کالج بیگنیز، یونیورسٹی اور ینٹل کالج لاہور۔ ۱۹۸۳ء [اشاعت مئی ۱۹۸۵ء]

ص ۳۳ - ۱۳۲ - ۱۳۳ ج ۵۸ ش ۳ و ج ۵۹ ش ۱۔ شمارہ مسلسل ۲۳۲، ۲۳۳

عبدالکریم عابد

فلسفہ اقبال، خطبات کی روشنی میں: جسارت کراچی - ۲، نومبر ۱۹۸۵ء - ص ۳

عینق احمد عقیقی

اقبال اور عشق رسول: فاران کراچی، اپریل ۱۹۸۳ء - ص ۱۱ - ۱۷

عطاء اللہ سجاد

اقبال، عظمتِ انسان اور انقلاب کا شاعر: نقوش لاہور جن ۱۹۸۵ء - ص ۳۸، ۳۹ - ۳۹۱

غالب عرفان

مسجد قرطیہ، علام اقبال کی عظیم تخلیق: اخہار کراچی۔ مارچ۔ اپریل ۱۹۸۵ء - ص ۲۹ - ۳۱

غلام محمد نظامی

خواجہ غلام نظام الدین توسیعی اور علام اقبال: الشمس المذان - ۹، نومبر ۱۹۸۵ء

فاروق علی:

اقبال کی شاعرانہ جمایات: جریدہ، تیسرا کتاب، مکتبہ ارٹنگ پشاور۔ موسم گرام ۱۹۸۵ء۔ ص ۳۸۹-۴۹۶

فاضل سین مسٹر

اقبال اور نوجوان: الصاف راولپنڈی ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۵ء

فتح محمد ملک

اقبال اور ہماری ادبی تکمیل نو: فتنون لاہور۔ مئی ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۱۵

اقبال، اثباتِ بہوت اور پاکستان: نقش لاہور۔ جون ۱۹۸۵ء۔ ص ۳۹۲-۳۹۸

فرمان فتح پوری، ڈاکٹر

اقبال اور بان اسلام: بھار پاکستان کرachi۔ اگست ۱۹۸۲ء۔ ص ۳۱-۳۲

حکیم انصر

بال جہریل کے منظوم کشمیری اور سنکرت ترجم: اقبالیات لاہور۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۳۲-۱۳۸

محبوب علی زیدی، پروفیسر

اقبال اور حبِ رسول: سخنانِ ادب بہاری پر، ۱۹۸۵ء۔ ص ۳۰

محمد اقبال احمد شاقيق

علامہ اقبال کا نظریہ عقل و عشق اور اس کا اردو شاعری پر اثر: اخہار کراچی۔ مارچ۔ اپریل ۱۹۸۵ء۔

ص ۱۸-۲۸

محمد اشرف حسینی

شاعر مشرق اور دانتے: صحیفہ لاہور۔ جنوری فروری ۱۹۸۵ء۔ ص ۲۳-۲۶

محمد اقبال، علامہ

غیر مطبوعہ خط بنام ایساں بردنی: سب رس، کراچی۔ نومبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۷-۱۸

محمد حامد امیر

اقبال کا نظریہ فن: اقبال رویویں لاہور۔ جنوری ۱۹۸۵ء۔ ص ۱-۳۰

محمد حنفی فرق، ڈاکٹر

اقبال کے تصویز خود کی بین الاقوامیت: نقش لاہور۔ جون ۱۹۸۵ء۔ ص ۳۹۹-۴۰۵

قامہ عظیم، اماراتک، علی برادران اور ردمی و اقبال کے بعض متوازنی نقش، قومی زبان، کراچی۔

نومبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۵-۸

محمد ریاض، ڈاکٹر

دانائے راز [ندیرنیازی کی تصنیف پڑبھرہ] : اظہار کراچی۔ اکتوبر نومبر ۱۹۸۳ء

محمد سبھی، سید

کلام اقبال میں عقل و عشق کا اختلاف : سب دس کراچی۔ اپریل ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۶-۲۱

محمد سعیم، پروفیسر

فاران اکادمی مultan میں چند لمحے اقبال کے ساتھ؛ نوائے وقت لاہور۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ء

محمد سعیل عمر، احمد جاوید

پیامِ مشرق (چند اشعار کا ترجمہ و فرنگ) : اقبالیات لاہور، جولائی نومبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۰۹-۱۱۴

محمد عبد اللہ قربیشی

چیات جاوید (چوتھی قسط) : صحیفہ لاہور۔ جولائی فروری ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۳-۲۲

محمد معروف، ڈاکٹر

[جاوید نامہ]

Javid Nama: A Study of World Civilization

علمی تہذیب کا ایک سطح [اقبال روپیہ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۵ء۔ س ۱۲۳-۱۲۸]

محمد منور

[اقبال اور الفاظ قرآن] : اقبال روپیہ لاہور

Iqbal and the words of the Quran

اکتوبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۸۳-۸۸

[اقبال کا تصور حکومتیت] : اقبال روپیہ لاہور

Iqbal's Idea of Democracy

اپریل تا جون ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۰۱-۱۱۸

پاکستان کا اقبالی و فد، قاہرہ میں، نوائے وقت لاہور۔ نومبر ۱۹۸۵ء

مجلس ترقی ادب لاہور (مرتب)

اردو شاعری پروافکار اقبال کے اثرات (ایک منداکرہ) : صحیفہ، لاہور۔ جنوری فروری ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۲-۱۱

مختار زمان

[اقبال کا پیغامِ حرکت] ڈان کراچی، ۹ نومبر

Iqbal's Message of Activism

۱۹۸۵ء۔ ص ۷

سعاد اشی، پروفیسر سید

ابوالکاروشن ضمیر دوست، شاد: سب رس کراچی - نومبر ۱۹۸۵ء - ص ۱۲-۱۶

منظف حسن ملک، ڈاکٹر

ابوالکاروشن ضمیر پاکستان کا تجزیہ: "ابوال" ، بزم اقبال ۲ کلب روڈ لاہور - اپریل ۱۹۸۵ء - ص ۱۳-۲۷

معین الدین عقیل، ڈاکٹر

بعض شخصیات و تحریکات سے اقبال کی روپی: اقبال ریلوی لاہور - جنوری ۱۹۸۵ء - ص ۳۱-۴۰

ممتاز مرزا

علامہ اقبال کے کلام میں سندھی ترجم اور سندھی شاعری پر ان کے اثرات: جنگ کراچی ۹ نومبر ۱۹۸۵ء

منشاد علی، پروفیسر

فکر اقبال: نسلستان ادب بہاء پور - ۱۹۸۵ء - ص ۵۱

میرزادیب

علامہ اقبال اور انسانی درد و غم: نوائے وقت لاہور - ۳۶ نومبر ۱۹۸۵ء - ص ۱۲

نعیم احمد، پروفیسر

انسانی شخصیت، فرمادا اور اقبال کی نظریں: اقبال، بزم اقبال ۲ کلب روڈ لاہور - اپریل ۱۹۸۵ء - ص ۱۵

نعیم ختوی، ڈاکٹر

علامہ اقبال اور سلسلہ جبراقدر: جنگ کراچی - ۹ نومبر ۱۹۸۵ء

نواب علی بارہوی، یونیورسٹ کرنل سید

شعر اقبال [دواشمار کی نشری] هفت روزہ ہال راولپنڈی سے ۲ نومبر ۱۹۸۵ء - ص ۵

وحید عشرت، ڈاکٹر

مطالعہ اقبال کے چند پلور (میرزادیب کی کتاب پر بصرہ) : اقبالیات لاہور - جولائی تا ستمبر ۱۹۸۵ء

ص ۲۰۳ - ۲۰۵

پس نوشت

۱۹۸۵ء کے اقبالیاتی جائزے میں چند چیزوں کا ذکر رہے گی — ایک ترکاکٹ محمد رہاضن کی مرتبہ کتاب "حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال" ہے۔ جس میں مؤلف نے کہی مخطوطات کی بنیاد پر شاہ ہمدان کے فارسی مکاتیب کو بعض توضیحات

کے ساتھ امر تسبیح کیا ہے۔ اس کتاب کا "بجز نام" کے، اقبالیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دیباچے میں مرتب لے بنایا ہے، کہ پیش نظر کتاب بین حضرت شاہ ہمدان کے رسائل "مشارب الافق" اور "رسالہ قنونیہ" بھی شامل کیے جا رہے ہیں، غایباً۔ مذکورہ رسائل پر وقت طباعت شامل نہیں ہو سکے۔ کتاب صرف مکاتیب پر مشتمل ہے۔

دوسری کتاب پچھے "علام اقبال خطوط کے آئینے میں" ڈاکٹر جمیل جالبی کا ایک خطیر ہے، اجو انہوں نے بسلسلہ "اقبال سیوریل یپچرز" شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے زیر انتظام ۲۰۰۵ء کو سینٹ ہال میں منعقدہ جلسے میں دیا — ان کے خیال میں اقبال کی سُن اعری کا مطالعہ کافی ہو چکا۔ اب ہمیں فکر اقبال کے مطالعہ اور اس کی روایت کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے اور اس ضمن میں ان کے خطوط سے کام لینا چاہیے جن پر ابھی پوری طرح تو جنہیں ویگنی اور ان پر وہ کام نہیں ہوا جس کے وہ مستحق ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے خطوط اقبال کے حوالے سے اقبال کی شخصیت اور فکر کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا ہے۔ ان کے بقول: "اقبال کے خطوط علم؛ فکر اور مخلوقات کا ایک ایسا ذیخرہ ہیں اور ان سے اقبال کی ذات و شخصیت، ان کے ذہنی عوامل و روحانیات، ان کے اندازِ فکر اور حالات کی ایک ایسا ذیخرہ ہیں اور ان سے اقبال کی ذات و شخصیت، ان کے ذہنی عوامل و روحانیات، ان کے اندازِ فکر اور حالات کی ایک ایسا ذیخرہ ہیں۔" اسی بھرپور تصویر سامنے آتی ہے کہ ہمیں اقبال کی عظمت کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے اور ہم اقبال کو اپنی قومی اور فکری زندگی میں حقیقی اہمیت دینے کے اہل ہو جلنے ہیں۔

تیسرا کتاب پروفیسر فردغ احمد (سابق استاد قائد اعظم کالج ڈھاکہ) کا مجموعہ مضمون "تفہیم اقبال" ہے، جسے انہوں نے اقبال فہمی کے سلسلہ جاریہ میں "شمولیت کی سعادت حاصل" کرنے کے خیال سے شائع کیا ہے۔ چھوٹے بڑے انیس مضمونیں کی غایت بقول مصنف: "کلام و پیام اقبال کی تفہیم" نہیں، اقبال فہمی سے متعلق بعض بینیادی امور کی تفہیم ہے۔ (دیباچہ صفحہ ۶)۔ پہلے پانچ مضمونیں کی نوعیت جائز دری اور تصوروں کی ہے۔ انہوں نے بعض معیاری جراثم کے اقبال نبردن، اقبال صدی کے زمانے میں خصوصی اقبال اشاعتوں اور بعض کتنا بول کا بدلت نظر اور بالتفصیل جائزہ بنا اور اقبالیات میں ان کی قدر و قیمت متعین کرنے کی کوشش ہے۔ چند مضمونیں اختلافی اور مدافعتی قسم کے ہیں۔ (اقبال، اعدالت تنقید کے کھڑے میں۔ اقبال پر ترجمہ نظر۔ اقبال کا تضاد۔ حصہ سوم اور ششم کے مضمونیں کی نوعیت علمی ہے۔ ان میں سے اقبال کا فلسفہ خودی اور عقیدہ "آخرت" اور "فکر اقبال میں بلندی کا تصور" اور "پس پچھہ بایک کر دو۔۔۔"؛ اقبال کا خود مرتب کردہ منشور)، اقبال ریویو میں شائع شدہ ہیں۔ یہ مضمونیں خاص طور پر اول الذکر، پروفیسر صاحب کی اقبال شناسی اور نقد اقبال میں ان کی بصیرت کی دلیل ہے۔ ان کا مطالعہ قرآن، حدیث، اسلامی تاریخ، مغربی ادب و فلسفہ اور عماریات تک وسیع ہے، جن کے بغیر اقبالیات پر کام کرنا، خاطر خواہ نہایج پیدا نہیں کرتا۔

اقبال کے ہال مبتنیہ تضاد کا ذکر کرتے ہوئے، انہوں نے اقبالیات کی جدید اور جامع تدوین کی تحریز پیش کی ہے، جس کے ذریعے مدرس اقبال کے تفاصیل، بگناہ اس صفحہ میں پیش آنے والے جملہ انشکالات کے حل بھی دریافت ہو سکیں گے (ص ۱۰۵) اپنے طویل مضمون: "اقبال کا مطالعہ اور اقبالیات کی جدید تدوین" میں انہوں نے کہا ہے کہ اقبال کا اثر روز بروز وسیع نہ ہوتا چد جا

ہے حتیٰ کہ یورپ اور امریکا کے حکما بھی دلچسپی اور تشویش سے اس پر غور کرنے لگے ہیں اس لیے اقبالیات کو ایک شعبہ علی کی حیثیت سے مرتب اور مددوں کیا جانا چاہیے۔ اقبال فہمی کے سلسلے میں پروفیسر فروع احمد اقبال کی شاعری کو کافی نہیں سمجھتے۔ انہوں نے شاعری کے ساتھ اقبال کی نظر، خطبتوں اور خطوط سے مدد لینے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”اقبال اور اس کے فکر و فن کے جانشی یا احتساب کے لیے اس کے خط، اس کے مقالے اور اس کے شعر،
تبینوں ہی سے اقبال کی مکمل حیثیتِ عربی متعین ہو سکتی ہے۔“ (ص ۱۰۰)

اقبالیات کی تدوینِ بدید کے ضمن میں انہوں نے مرحلہ دار ایک نقشہ پیش کیا ہے اور نہ نہ تائج اسے کا ایک ریاضیاتی جدول بھی۔ وہ فروعِ اقبالیات کے پڑھوں، پڑھوں مگر ہوشمند داعی ہیں۔ ان کے مفہام میں ”اقبال کا عوامی پیغام“، ”اقبال کا پیغام“، عالمی انقلاب“ اور ”اب مناسب“ ہے ترانیف ہو یا اسے ساتی“ فروع فکرِ اقبال سے ان کی دلچسپی اور مگن کے آئینہ دار ہیں۔ وہ پاکستان میں اسلام کے ہمہ گیر نظام کے لیے کی جلنے والی کوششوں اور عالمِ اسلام میں جاری مزاحمتی تحریکوں پر فکرِ اقبال کے اثرات کے معترض ہیں۔ ان کے بقول:

”فلسطینیوں کی استقامت اور افغانیوں کی ذبر دست مزاہمت اور ایران کی جانب ازی نے ثابت کر دیا ہے کہ انسانی حقوق کے آگے بڑی بڑی عسکری طاقتیں بھی ناکام دنامداد ہو سکتی ہیں۔ حالات بغایہ لاکھ پریشان کن ہوں، انتہا مالا مال اقبال کے ”علمِ نو“ کو ابھرنے سے زیادہ عرصہ تک روکا نہ جا سکے گا۔“

زیرِ نظرِ مجموعے میں شامل ایک مضمون ”اقبال سے خالد تک“ میں انہوں نے اقبال کے اثرات کے ضمن میں ماہرِ قادری، حفیظِ جالندھری، نعیم صدیقی، احسان دانش اور عبدالعزیز خالد کی شاعری کا ذکر کیا ہے۔ یہ مضمون ۱۹۶۹ء میں لکھا گیا تھا۔ عبدالعزیز خالد کی شاعری کے بارے میں انہوں نے جو کچھ کہا ہے (ص ۲۵۸) وہ نظر ثانی و ترمیم کا محتاج ہے۔ اسی طرح جب وہ یہ کہتے ہیں کہ صرف فارقیبیط، منحنا اور لحنِ صریر میں (اوکسی جد تک لکبِ وجہ میں) اعریت کا غلبہ ہے تو اسی طرح جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ”بعقیہ تمام مجموعے صاف اور روای دواں شاعری کے نہ نہ ہیں۔“

(ص ۲۲۱)

تو اُن سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح پروفیسر فروع احمد کا یہ بیان بھی محلِ نظر ہے کہ خالد کے بیان عورت اور جنسی تحریبات کی جھلکیاں، ان کی ”جال پرستی“ ہے اور ان کی صحت مندازہ ترقیع Sublimation بھی۔ ۱۹۶۹ء کے بعد سے اب تک، متعدد برسوں میں خالد کی شاعری کے نئے درخواستے آئے ہیں۔ پھر اس عرصے میں ان پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اس لیے ان کے پورے شعری سرملے کو سامنے رکھ کر اس کی قدر و قیمت متعین کرنے کی ضرورت ہے۔ پروفیسر فروع احمد کا یہ مجموعہ اقبال اور فکرِ اقبال سے ان کی ولی دواں شنگی اور تفہیمِ اقبال کے لیے ان کے جذبہ مضطرب کی علامت ہے۔ اقبال،

ان کے الفاظ میں:

"تکم اونچے اور پنچے میناروں میں آج بھی قطب کا لاث بنکھڑا ہے۔" زیرِ نظر مجموعے کے مخاطبین اس لاث کی سر بلندی، استواری اور استحکام کے لیے مصنف کی بے تابانہ آرزشیں کا منظر ہیں۔

علامہ ازیں چند رضایمیں ہیں۔ — ان سب کی کتابیاتی فہرست ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

کتب

جمیل جالبی، ڈاکٹر

علامہ اقبال، خطوط کے آئینے میں: شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی لاہور [منی ۱۹۸۵ء، ۲۲ ص]

۱۸۲۴ء م-ق ن-غیر مجلد

محمد ریاض، ڈاکٹر

حضرت شاہ بہدان اور علامہ اقبال، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، فروری ۱۹۸۵ء۔ ۸ ص۔ ۱۳۶۲ھ

۲۵ روپے۔ کاغذی جلد

فرود احمد پرنسپر

تفہیم اقبال: اردو اکیڈمی سنہ ۱۹۸۵ء کراچی۔ ۳۹۰ ص۔ ۱۳۶۲ھ ۲۱ ص

مضاتیں: بعض معیاری جرائد کے اساسی اقبال نمبر۔ اقبال پر بعض معیاری جرائد کی خصوصی اشیائیں۔

اقبالیات میں کچھ تازہ اصناف۔ "آئینہ کیوں نہ دوں" خطوط اقبال کا دسوائیں مجوبہ (مرتبہ: رفیع الدین ہاشمی)

اقبال عدالتِ تقید کے کھڑے میں۔ اقبال پر تحریکی نظر۔ اقبال کا تضاد۔ اقبال کا مطالعہ اور اقبالیات کی جدید

تمدن۔ فکر اقبال میں بلندی کا تصور۔ اقبال کا فلسفہ خودی اور عقیقہ آخرت۔ عورت، کلام اقبال کے آئینے

میں۔ اقبال سے خالد نہ ک۔ فکر اقبال کا اثر بملکہ زبان پر۔ کلام اقبال کے فکری عناصر۔ اب مناسب ہے ترا

فیض ہو گا اسے ساقی۔ اقبال کا عوامی بیغم۔ اقبال کا پیغام، عالمی انقلاب۔ پس چہ پایکرد...؟

اقبال کا خود مرتب کردہ مختصر۔ اقبال کا عالم نو۔

مضاہیں و مقالات

احمد ندیم فاسی

اقبال کی نئی تکھیل : "دستاویز" - اثبات پبلی کیشنر پوست بکس ۲۸، راولپنڈی - دسمبر ۱۹۸۵ء

ص ۲۲۸-۲۳۱

[دیبا چہر کتاب] اقبال، فکر و عمل از فتح محمد ملک]

جمید بزدا فی، ذاکر خواجہ

ایک ایرانی دانش در کاخ ط، جو اقبال کو نہ بھیجا جا سکا: جنل آف ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان لاہور
اکتوبر ۱۹۸۵ء - ص ۲۳۸-۲۴۸

[میوط طباطبائی کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جامیں نامہ میں قرۃ العین ظاہرہ میں منسوب اشعار
(گرتو افتدم نظر چہرہ بہ چہرہ، رو برو۔) دراصل میرزا محمد طاہر دید
قردینی کے ہیں]

شمس ارجمند فاروقی

اردعزل کی روایت اور اقبال: "دستاویز" - اثبات پبلی کیشنر پوست بکس ۲۸۴، راولپنڈی۔

دسمبر ۱۹۸۵ء - ص ۱۰-۲۹

شہین دخت نقدم صفیاری، ذاکر

اقبال از دید بک محقق ایرانی [فارسی]: پاکستان صود، نومبر دسمبر ۱۹۸۵ء

اقبال راندیشہ ایران : روزنامہ آفتاب ۱۹۸۵ء

رن از دیدگاہ علام اقبال [فارسی] کہان فرنگی ۱۹۸۵ء

عبدالشکور حسن، ذاکر

اقبال کا فروغ پذیرش Iqbal's growing image in Iran.

ایران میں] : جنل آف ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان لاہور جنوری ۱۹۸۴ء - ص ۲۹-۵۸

یوسف حسین خاں، ذاکر

خوری، عشق اور سرت : ماہنامہ ذوقِ نظر جید ر آباد [بھارت] دسمبر ۱۹۸۵ء - ص ۳۱-۵۳

بیان عبد العزیز مالوادہ (ف: ۲۸ جنوری ۱۹۷۱) کے نام اقبال کے انہیں خطوط پائچے دھوئی رفاقت اور چند تنقیقات کا ایک غیر مطبوعہ ذخیرہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کی مساعی سے منتظرِ عام پر آیا ہے۔ یہ سب ادارہ ثقافت اسلامیہ کے شائع کردہ عکسیں رکھنے والوں میں شامل ہیں۔ تمام خطاطی میں میں ان خطلوں میں سے دو ۱۹۷۱ کے ہیں اور بہت مفصل ہیں۔ ایک پر تو Confidential بھی درج ہے۔ یہ دو خطاطیں یہے اہم ہیں کہ اس وقت تک اقبال اور میان عبد العزیز کا باہمی رابطہ عرض غائبانہ تھا۔ ملاقات نہ ہوئی تھی۔ میان عبد العزیز کا بیان ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ۱۹۰۷ میں انگمن حمایت اسلام کے ایک جسے میں اقبال کو دیکھا اور ان کی نظم سنی تھی، مگر ملاقات کیسیں ۱۹۰۸ میں جا کر ہوئی (نقوش، اقبال نمبر ۴۲۱ ص ۴۲) ان خطوط میں اقبال، اپنے اس نادیدہ درست کے از حد مذاح نظر آتے ہیں۔ غایباً مالوادہ کے پر خلوص خطلوں کا ان کے دل پر گمرا نقش تھا۔ وہ اس خلوص کے معرف میں، اور باقاعدہ تعارف دہونے کے باوجود اسیں "بہترین دوستوں" میں شمار کرتے ہیں۔ اقبال کے الفاظ میں:

Kindred natures need no introduction

بیان عبد العزیز کہتے ہیں کہ ۱۹۰۸ میں جب اقبال ہوشیار پور آئے تو میری ان سے بے تکلفی ہو گئی۔ مگر اقبال کے خطلوں میں بھی ایک گونہ بے تکلفی موجود ہے۔ البتہ اس بے تکلفی کے باوجود، مکتوب ایہ کہیے ادب: احرار کا ایک روپ موجود ہے — ملاقات کے بعد اپنا سیت زیادہ ہو گئی۔ اب وہ مکتوب ایہ کو

My dear Sheikh Sahib

کے بھائے سے خطاب کرتے ہیں — بعد کے خطوط نسبتاً مختصر ہیں۔ اور میستر تو ہوشیار پور نہ سکنے کے معدودت نامے ہیں۔ سبد معدودت کی طرح کے ہیں، مثلاً اکتوبر ۱۹۷۱ میں اقبال بتانے میں، کہ میان شاہ دین نے میرا نام یونیورسٹی فیلو کے لیے تجویز کر دیا ہے۔ ایکشن میں صرف فہرست رہے گی، اس لیے نہیں آ سکتا، مگر ایک خط میں صاف اعتراف کرنے ہیں کہ —

I am immovable by nature.

جیشیت انگمن حمایت اسلام یادگیر قومی اور ملی مجالس میں شرکت کے اطلاعی یاد ہوتی قیعنی کی ہے۔

فَرِید